Scanned by CamScanner

(م) مسعود رضا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ

مُصنّف

پروفیسر سید شجاعت علی قادری ایم اے
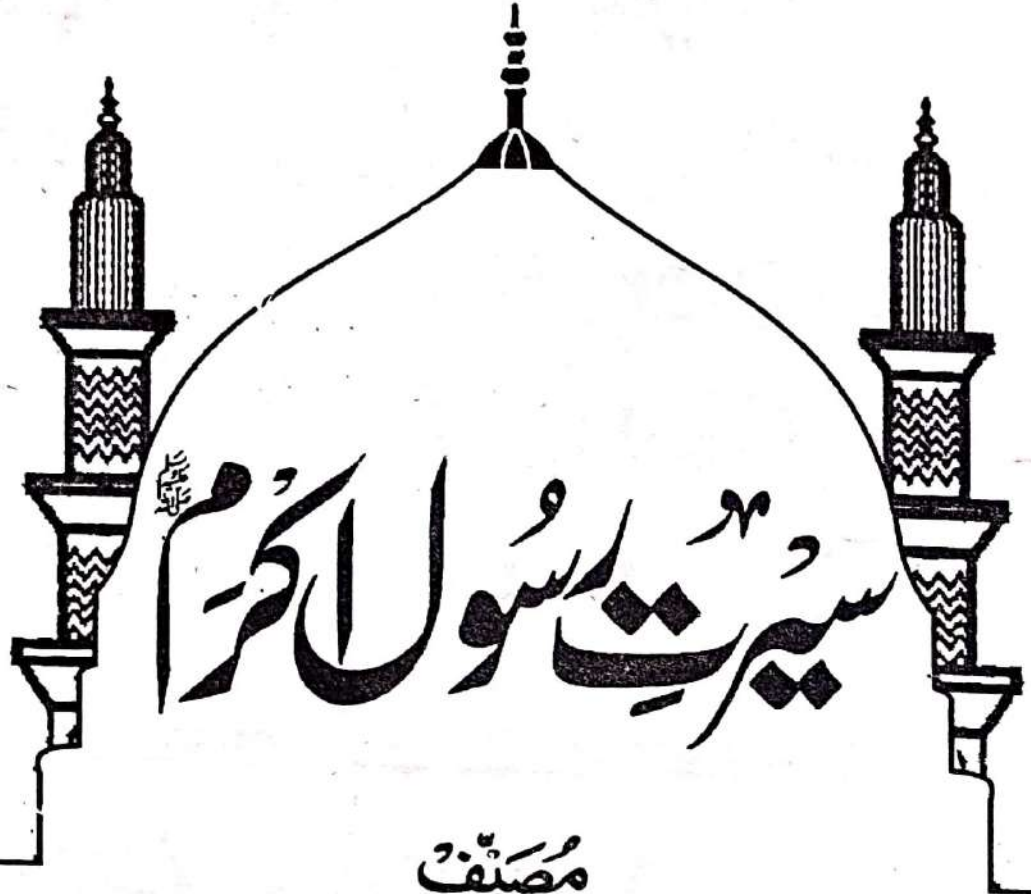
نظرِ ثانی

حضرت مولانا ہارون رشید سنبھلی

ناشر

مدنی بکڈپو

اردو مارکیٹ، گلی مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : سیرتِ رسول اکرمؐ

مُصنّف : پروفیسر سید شجاعت علی قادری ایم اے

نظرثانی : حضرت مولانا ہارون رشید سنبھلی

کاوِش : مولانا محمد کلیم اشرف سنبھلی

سال اشاعت : ۲۰۱۷

ملنے کے پتے

- عرشی کتاب گھر، منڈی میر عالم روڈ، حیدر آباد
- حاشر بکڈ پو، دریبہ چمن سرائے، سنبھل
- غریب نواز پبلیکیشنز، دہلی • اعظم پبلیکیشنز، دہلی
- مکتبہ شیخ العالم، عیدگاہ روڈ، اننت ناگ، کشمیر
- ناز بکڈ پو، محمد علی روڈ، ممبئی • الکبیر پبلیکیشنز، دہلی
- مشاہد بکڈ پو، زکریا اسٹریٹ، کلکتہ
- امدادیہ بکڈ پو، ہزاری باغ، جھارکھنڈ
- عطاری اسٹور، درگاہ، بلند دروازہ، ناگور، راجستھان
- مکتبہ اہلسنت وجماعت، چینی بازار، درگاہ رشی بابا، اننت ناگ، کشمیر

Scanned by CamScanner

ولادت سے پہلے کی دنیا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل تمام دنیا جہالت و تاریکی کے نرغے میں تھی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات قریباً ختم ہو چکی تھیں، لوگوں نے ان میں اس قدر ردّوبدل کر دیا تھا کہ حقیقت کی تلاش ناممکن ہو چکی تھی۔ چند مشہور ممالک کا حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

یورپ: یہاں کے باشندوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے برخلاف تثلیث کے عقیدے کو اپنا لیا تھا، یعنی تین خدا مانتے تھے۔ (۱) خدا، (۲) عیسیٰ اور مریم، کلیسا جرائم کا مرکز بن چکے تھے۔

ایران: جو اگرچہ ایک بڑی سلطنت تھی مگر وہ بھی اخلاقی پستی کی انتہائی گہرے غار میں تھی، یہاں کے لوگ آگ کو پوجتے تھے۔

مصر: یہودی اللہ کے نبی عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے۔

ہندوستان: ہندوستان میں کروڑوں دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی تھی۔ بجلی، پانی، درخت، سانپ، بندر، گائے، اینٹ پتھر غرضیکہ ہر چیز کو خدا بنا رکھا تھا۔ انسانیت چار مختلف طبقوں میں تقسیم کر دی گئی۔ برہمن، چھتری، ویش اور شودروں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جاتا تھا۔ کوئی شودر برہمن کے گھاٹ سے پانی نہیں پی سکتا تھا۔ یہی حال ایشیا کے دوسرے بڑے ممالک کا تھا، برما، سیام، چین، نیپال وغیرہ سب بت پرستی کی زد میں تھے۔

روم: یہاں بھی دیوتاؤں کی پوجا ہوتی، امراء اور حکام عیش و عشرت کرتے تھے جبکہ ان کی رعایا بھوک سے مرتی تھی۔ کمزور اور غریب کا جینا دوبھر تھا۔

Scanned by CamScanner

عرب: عرب کا حال ان تمام ممالک سے گیا گزرا تھا۔ مذہبی اعتبار سے حجاز کے لوگ اپنے رشتے کو ابراہیم علیہ السلام سے ملانے پر فخر محسوس کرتے تھے اور بعض رسوم ملّتِ ابراہیمی کی ان کے یہاں رائج بھی تھیں، اگرچہ ان کی شکل مسخ ہو چکی تھی۔ مثلاً بعض لوگ ننگے ہو کر حج کرتے اور اس کی تاویل یہ کرتے کہ جن کپڑوں میں ہم گناہ کرتے ہیں ان میں ہم اللہ کے گھر کا طواف کیسے کر سکتے ہیں۔ قربانی، مہمان نوازی، وعدہ وفا کرنا یہ چیزیں عرب کی اچھائیوں میں سے تھیں۔ مگر اَن گنت خرابیوں ے سامنے جو اِن میں پائی جاتی تھیں، ان کی حیثیت نہ ہونے کے برابر تھی۔

بُری رسوم: بعض عرب اپنی بیٹیوں کو زندہ قبر میں دفن کر دیتے تھے۔ اس کی چند وجوہ تھیں:

① جنگ میں قید ہو کر ہمارے دشمنوں کے ہاتھ نہ آئیں۔

② کوئی ہمارا داماد نہ بنے، مگر یہ رسم صرف دس فیصد عرب میں تھی۔

③ اَولاد کو رزق کی کمی کے باعث قتل کر ڈالتے تھے۔

④ جب باپ مر جاتا تو اس کی بیوی بطورِ میراث لڑکے کے قبضے میں آجاتی، وہ اگر چاہتا تو خود اس سے شادی کر لیتا اور اگر چاہتا تو کسی دوسرے شخص کے نکاح میں دے کر مہر حاصل کر لیتا۔

⑤ بدفالی لیتے تھے، جوا کھیلنا، سخاوت کی علامت تھی، شراب پینا فیاضی میں شامل تھا۔ بُت پرستی عام تھی، خانۂ کعبہ میں بھی بُت موجود تھے۔ ہر گھر میں بُت موجود تھے۔ حالتِ سفر میں آٹے کے بُت ساتھ لے جاتے، اگر ضرورت پڑتی تو ان کو توڑ کر کھا بھی لیتے۔ اپنی ذات پات پر فخر میں تھکتے نہیں تھے، اس غرض سے میلے لگتے اور ہر قوم کا خطیب و شاعر اپنی اپنی قوم کی بڑائیاں بیان کرتا۔ اسی سلسلے میں بڑی بڑی جنگیں بھی ہو جاتیں، چوری اور ڈکیتی عام تھی۔ لوٹ کا مال کھانا بہادری میں

Scanned by CamScanner

شامل تھا۔

وہ کوئی ایسی بات سننے کو بھی تیار نہ تھے جو اُنکی اس عیاشی میں خلل ڈالے۔ توحید خداوندی کے صرف گنتی کے چند لوگ ہی قائل تھے۔ وہ بھی قوم کی حالت دیکھ کر گوشہ گمنامی میں تھے۔

ادھر مدینے کے قریب خیبر میں یہود و نصاریٰ آباد تھے جو اگرچہ اہل کتاب تھے مگر ان کی حالت مشرکین عرب سے کچھ زیادہ اچھی نہ تھی۔ وہ تورات و انجیل میں من مانی تحریف کرتے۔ امیر لوگوں کو سزائیں نہیں دی جاتی تھیں۔ صرف روپیہ پیسہ لے کر ان کے قصور معاف کر دیئے جاتے جبکہ غریبوں پر حدودِ شرعیہ جاری کی جاتی تھی۔ پادریوں اور لاٹ پادریوں کی خدائی جاری تھی۔ غرضیکہ پوری دنیا آدابِ انسانیت سے یکسر محروم ہو چکی تھی اور کوئی کلمہ حق سننے تک کو تیار نہ تھا۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہیوں کے مرکز میں مبعوث فرمایا اور آپ کو وہ پیغامِ حق دیا، جو تمام ملکوں اور تمام قوموں کے لئے یکساں طور پر قابلِ عمل ہے۔

پہلا باب:

ولادت سے پہلے بعثت تک کے واقعات

نسب شریف: سیّدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطّلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن فہر بن مالک بن نضر۔ آپ کا خاندان عرب کا معزز اور مشہور خاندان ہے۔ آپ کے نسب میں فہر یا نضر کا خطاب قریش تھا۔ ان کی اولاد میں جو لوگ ہوئے قریشی کہلائے اور اوپر کے لوگ کنانی کہلائے۔ آپ کے پانچویں دادا قصی کعبہ کے متولی تھے۔ آپ نے عرب لوگوں کو وادیوں اور پہاڑوں سے نکال کر شہر مکہ میں

Scanned by CamScanner

آباد کیا۔ آپ نے دارالندوہ (اسمبلی ہال) قائم کیا جس میں اہم قومی فیصلے ہوتے تھے۔ آپ کے بعد خانہ کعبہ کی مختلف خدمات آپ کی اولاد میں رہیں۔ آپ کے دادا عبدالمطّلب بڑے فیاض تھے۔ انسانوں کے علاوہ جانوروں کو بھی کھلایا کرتے تھے۔ آپ نے زمزم کا کنواں از سرِ نو کھودا۔ آپ ہر سال رمضان میں کوہِ حرا جاتے تھے اور خدا کی عبادت میں مصروف ہوتے۔ آپ موحد تھے، شراب و زنا کو حرام جانتے تھے۔ ننگے ہو کر طواف کرنے کو روکتے، لڑکیوں کے قتل کو منع کرتے، چور کا ہاتھ کاٹتے، آپ کے دس صاحبزادے تھے۔ جناب عبداللہ جو طبعاً نہایت شریف صورت اور نہایت حسین تھے۔ عبدالمطّلب نے ان کا نکاح بنوزہرہ کے سردار وہب بن عبدمناف کی بیٹی آمنہ سے کر دیا۔ آمنہ عفت و پاک دامنی، حسن و جمال اور دیگر اچھی صفات میں یگانہ روزگار تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں:

عبدالمطّلب

بیوی	اولاد
سمراء بنت جندب	حارث
لبنیٰ بنت حاجرہ	ابولہب (اصلی نام عبدالعزیٰ)
فاطمہ بنت عمرو	ابوطالب (عبدمناف)، زبیر، عبداللہ، بیضاء، عاتکہ، برہ، امیمہ، اردی
ہالہ بنت وہیب	حمزہ، مقوم، حجل، صفیہ
نتیلہ بنت جناب	عباس، ضرار

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات: ابھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ مبین کو اپنی ماں آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن میں منتقل ہوئے دو ماہ ہی ہونے پائے تھے کہ آپ کے

Scanned by CamScanner

والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کی ننہال بنوعدی بن نجار میں انتقال فرما گئے اور دار نابغہ میں مدفون ہوئے۔ ترکہ میں ایک باندی ام ایمن، پانچ اونٹ اور کچھ بکریاں چھوڑیں۔

ولادت باسعادت: آپ اصحاب فیل کے واقعے کے پچپن (۵۵) روز بعد ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو صبح صادق کے وقت اس خاک دان عالم میں جلوہ افروز ہوئے۔

آپ نے زمین پر اُترتے ہی اپنے دونوں ہاتھ ٹیک دیئے۔ سر آسمان کی طرف اُٹھایا، بدن سے تیز کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ ختنہ کیے ہوئے نال کٹا ہوا، چہرہ چودھویں کے چاند کے مانند روشن، آنکھیں قدرتی طور پر سرمگیں دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت۔ جب آپ تشریف لائے تو ستارے بہر تعظیم جھک گئے۔ حرم شریف منور ہو گیا مکہ کی پست زمین اور ٹیلے چمک اُٹھے۔ آپ کے آنے سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ ملک شام کے محلات اہل مکہ کو نظر آنے لگے۔ شیطانوں کا آسمان پر جانا بند ہوا۔ مدائن میں کسریٰ کا محل پھٹ پڑا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے (اس میں اشارہ تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں کے قبضہ میں آ جائے گا) فارس کے آتش کدے ایسے سرد ہوئے کہ ہر چند اُن میں آگ جلانے کی کوششیں کی گئیں، مگر بے سود۔ ہمدان وقم کے درمیان بحیرہ ساوہ جو ۶ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا خشک ہو گیا (اس کے کنارے بت پرستی ہوتی تھی) شام و کوفہ کے درمیان وادیٔ ساوہ کی ندی جو خشک تھی لبالب و بہہ نکلی۔ غرض کہ پورے عالم میں ایک حیرت انگیز انقلاب کی علامات ظہور پذیر ہونے لگیں۔

رضاعت: پہلے کچھ دن آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا، پھر ابولہب کی آزاد کردہ باندی ثوبیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ پھر یہ دولت حلیمہ سعدیہ کے حصہ میں آئی۔ یہاں آپ کی برکتیں ظاہر ہو گئیں۔

حضرتِ آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات: جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چھ

Scanned by CamScanner

سال ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو آپ کے دادا کی ننھیال بنو عدی میں لے گئیں، جب واپس آئیں تو راستے میں مقامِ ابواء میں انتقال فرما گئیں۔

عبدالمطلب اور ابو طالب کی کفالت: اُم ایمن آپ کو لے کر مکہ آئیں اور آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ جب آپ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا۔ اور آپ کی کفالت کی ذمہ داری آپ کے چچا ابو طالب نے قبول کی اور حق کفالت ادا کیا۔ آپ کو ہر معاملے میں اپنی اولاد پر مقدم رکھا۔

شام کا پہلا سفر: جب آپ کی عمر بارہ سال ہوئی تو آپ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ تجارتی قافلہ میں شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قافلہ شہر بصریٰ پہنچا تو بحیرا راہب نے آپ کو ان نشانیوں کی وجہ سے پہچان لیا جو آپ میں نبوت کی موجود تھیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا: ''یہ سارے جہان کا سردار ہے، اللہ اس کو تمام جہانوں کی رحمت بنا کر بھیجے گا۔'' پھر ابو طالب سے کہا کہ تم انھیں مکّہ واپس لے جاؤ ورنہ یہودی انھیں قتل کر دیں گے۔ چنانچہ ابو طالب آپ کو شہر بصریٰ سے ہی واپس لے آئے۔ (ترمذی)

جنگ فجار میں شرکت: وہ لڑائیاں جو اِن مہینوں میں پیش آئی تھیں جن میں لڑنا حرام تھا۔ حربِ فجار کہلاتی تھیں۔ یہ جنگ قریش و کنانہ اور ہوازن کے درمیان ہوئی۔ کنانہ کا سپہ سالار ابوسفیان کا باپ حرب بن اُمیہ تھا، ہوازن کا سپہ سالار مسعود بن معتب ثقفی تھا۔ اس جنگ میں آپ کی عمر چودہ سال تھی۔ اس میں آپ نے خود جنگ نہیں لڑی بلکہ اپنے چچاؤں کو تیر اُٹھا اُٹھا کر دیتے تھے، بعد میں دونوں فریقوں میں صلح ہو گئی۔

حلف الفضول: جب قریش حرب فجار سے واپس آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ شہر زبید کے ایک تاجر نے جبل بوقیس پر چڑھ کر لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارا۔ یہ دیکھ کر آپ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے بنو ہاشم، بنو زہرہ، بنو اسد کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور عہد کیا کہ ہم ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کریں گے۔ اور مظلوم کا حق اُسے واپس دلایا کریں گے۔ پھر یہ

Scanned by CamScanner

لوگ عاص کے پاس گئے اور زبیدی کا مال اسے واپس دلا دیا۔ اس معاہدہ کو حلف الفضول اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں شریک تمام ارکان کے نام فضل تھے۔ مثلاً: فضل بن حارث، فضل بن وداعہ اور فضل بن فضالہ وغیرہ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس معاہدہ میں شریک تھے۔ اور ظہورِ اسلام کے بعد فرمایا کرتے، اگر آج بھی کوئی مظلوم یا آل حلف الفضول کہہ کر مجھے پکارے تو میں اُس کی مدد کو پہنچوں گا۔"

شام کا دوسرا سفر: جب آپ کی عمر شریف پچیس سال کی ہوئی تو آپ کی صداقت و امانت کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور اہلِ مکہ نے آپ کو "صادق و امین" کا لقب دیا تھا۔ مکہ میں ایک معزز اور پاکدامن خاتون خدیجہ بھی رہتی تھیں۔ انھوں نے آپ کو پیش کش کی کہ آپ میرا مال تجارت کے لئے لے جائیں، جو اُجرت میں دوسروں کو دیتی ہوں اس سے دوگنی زائد آپ کو دوں گی۔ آپ نے اس درخواست کو منظور کرلیا اور خدیجہ کے غلام میسرہ کے ہمراہ تجارتی سامان لے کر شام پہنچے۔ بصریٰ شہر میں نطورا راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے نیچے آرام کی غرض سے ٹھہرے۔

نسطورا کا واقعہ: نسطورا نے میسرہ سے دریافت کیا کہ درخت کے نیچے ٹھہرنے والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا یہ شخص حرم (مکہ) کا رہنے والا ہے، اور قریشی ہے۔ راہب بولا، اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی نہیں ٹھہرا، کیا اس شخص کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے جواب دیا۔ ہاں، اور یہ سرخی کبھی دور نہیں ہوتی ہے۔ راہب بولا، بلاشبہ یہ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ کاش میں ان کے مبعوث ہونے کو پالوں۔ اے میسرہ! تو ان سے جدا نہ ہونا، نیک نیتی کے ساتھ ہمراہ رہنا، کیونکہ یہ نبی ہیں۔

جب آپ مکہ واپس آئے تو کئی گنا نفع ساتھ لائے۔ خدیجہ جو بالاخانہ پر بیٹھی تھیں، انہوں نے دیکھا کہ بادل آپ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ میسرہ نے کہا کہ اے خدیجہ! بادل کا سایہ صرف یہیں نہیں بلکہ تمام راہ میں نے ایسا ہی دیکھا ہے۔ خدیجہ جو پہلے ہی آپ کی

Scanned by CamScanner

امانت کی معترف تھیں اب مزید قائل ہو گئیں۔

خدیجہ سے نکاح: خدیجہ کے دو نکاح پہلے ہو چکے تھے۔ پہلی شادی ابو ہالہ سے ہوئی تھی جن سے دو لڑکے ہندو ہالہ پیدا ہوئے۔ دونوں صحابی ہوئے۔ ابو ہالہ کے انتقال کے بعد عتیق مخزومی سے شادی ہوئی جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کا نام بھی ہند تھا۔ عتیق کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام اولاد سوائے ابراہیم کے سب آپ ہی کے بطن سے ہوئی۔ نکاح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس (۲۵) سال اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس (۴۰) سال تھی۔

تعمیر خانہ کعبہ: جب آپ کی عمر پینتیس سال ہوئی تو خانہ کعبہ کی تعمیر میں شریک ہوئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے خانۂ کعبہ کی جو تعمیر کی تھی اس کا نقشہ یہ تھا:

لمبائی: حجر اسود سے رکن شامی تک	۳۲ گز
چوڑائی رکن شامی سے رکن غربی تک	۲۲ گز
چوڑائی رکن یمانی حجر اسود تک	۲۰ گز
اونچائی	۹ گز

(گز سے مراد شرعی گز ہے، جو ۲۴/انچ کا ہوتا ہے)

(اعلام بیت الحرام،)

یہ عمارت ایک سیلاب کی وجہ سے پھٹ گئی تو قریش نے اس کی تعمیر نو کا ارادہ کیا۔ لوگ پہاڑوں سے پتھر اُٹھا کر لا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے چچا عباس کے ساتھ اس کام میں شریک ہوئے۔ آپ کوہِ صفا کے قریب مقام اجیاد سے پتھر ڈھو کر لا رہے تھے۔

حجر اسود کا جھگڑا: جب عمارت حجر اسود تک پہنچ گئی تو قبیلوں میں اختلاف ہو گیا۔ ہر قبیلہ چاہتا کہ ہم حجر اسود کو دیوار میں نصب کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ بات اتنی بڑھی

Scanned by CamScanner

کہ لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ بنو عدی، بنو عبدالدار نے اس پر جان دینے کی قسم کھائی اور حسب دستور حلف اُٹھایا۔ اور حلف کی تائید کیلئے ایک پیالہ میں خون بھر کر اس میں اپنی انگلیاں ڈبو کر چاٹ لیں۔ اس لئے یہ "لعقۃ الدم" خون چاٹنے والے کہلائے۔ پانچویں دن سب مسجد حرام میں آئے ابو امیہ بن مغیرہ قریش کا سب سے بڑا عمر رسیدہ شخص تھا، اس نے جھگڑا ختم کرنے کے لئے یہ کہا کہ کل صبح جو شخص اس مسجد میں بنو شیبہ کے دروازے سے سب سے پہلے داخل ہو اُس کا فیصلہ قبول کر لیا جائے۔ سب نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ دوسرے دن صبح ہی صبح اس دروازے سے داخل ہونے والے ہمارے سرکار، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب لوگوں نے آپ کو دیکھا تو خوشی سے چلّا اُٹھے۔ "یہ امین ہیں، ہم ان پر راضی ہیں۔" آپ کے سامنے جب مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے فیصلہ دیا کہ تمام لوگ اپنے میں سے ایک یک سردار مقرر کر لیں۔ عرب کے چار مشہور قبیلوں نے چار سردار منتخب کر لیے۔ عرب کے چار سردار منتخب ہونے کے بعد آپ نے اس پتھر کو ایک چادر میں رکھا اور چادر کا ایک ایک کونہ ایک ایک سردار نے پکڑ لیا۔ جب چادر اتنی اُٹھالی گئی کہ جتنی بلندی پر پتھر لگانا تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دستِ اقدس سے اس پتھر کو دیوار میں اُس جگہ لگا دیا، جہاں اب ہے۔ آپ کے حسنِ تدبر سے ایک بڑی جنگ ٹل گئی۔

حالات از بعثت تا ہجرت

غارِ حراء کی عبادت: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دادا عبدالمطلب بھی غارِ حراء میں عبادت کے لئے آیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی جاہل اور بداخلاق قوم کے اعمال و افعال سے سخت کڑھتے رہتے۔ اس لئے بجائے لہو و لعب میں شریک ہونے کے غارِ حراء میں کئی کئی روز بیٹھ کر غور و فکر اور عباداتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ کبھی کبھی یہ عرصہ چالیس دن تک ہو جاتا۔ حضرت خدیجہ کچھ ستّو وغیرہ آپ کے ساتھ کر دیتی تھیں،

Scanned by CamScanner

جب وہ ختم ہو جاتے تو آپ واپس آجاتے۔

وحی کی ابتداء: جب آپ کی عمر چالیس سال ہوگئی تو آپ کو منصب بعثت سے سرفراز کیا گیا۔ ابتداء اس طرح ہوئی، آپ اچھے اچھے خواب دیکھتے اور جو خواب دیکھتے وہی ہو جاتا۔ چھ ماہ اسی حالت میں گزرے، ایک دن حسب معمول آپ غارِ حراء میں مصروفِ عبادت تھے کہ جبرئیل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے اور کہا "اقراء" یعنی پڑھئے۔ آپ نے فرمایا: "مَآ اَنَا بِقَارِئٍ" میں پڑھنے والا نہیں۔ اس پر فرشتے نے آپ کو زور سے دبایا اور اپنی پوری قوت آپ پر صرف کر دی۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا "اقراء" آپ نے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ پھر اس نے آپ کو تیسری مرتبہ پورے زور سے بھینچا، اور چھوڑ کر کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۞ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۞ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۞ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۞ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۞

"اپنے رب کے نام سے پڑھیئے، جس نے آپ کو پیدا کیا، اس نے انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا۔ پڑھئے اور آپ کا رب بہت ہی کریم ہے جس نے قلم سے سکھایا، انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

آپ نے جب اپنے رب کا نام سنا تو فوراً پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد آپ اپنی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کو تمام واقعہ سنایا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا بولیں یہ وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اُترا تھا۔

تبلیغ کی ابتداء: سورۂ اقراء کی پہلی پانچ آیتیں نازل ہونے کے بعد کچھ عرصہ وحی نہیں آئی۔ ان آیات میں آپ کو تبلیغ کا حکم نہیں تھا۔ پھر یہ آیتیں نازل ہوئیں:

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۞ قُمْ فَاَنْذِرْ ۞ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۞ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۞ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۞

"اے چادر پوش! اُٹھیئے اور ڈر سنایئے! اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے اور

Scanned by CamScanner

اپنے کپڑے پاک رکھئے اور پلیدی کو چھوڑ رکھئے۔"

ان آیات کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تبلیغ آہستہ آہستہ شروع کر دی، جو لوگ آپ کے بہت قریب تھے اور جن پر آپ کو کافی اعتماد تھا، سب سے پہلے ان کو تبلیغ کی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حضرات سب سے پہلے ایمان لائے۔

اسلام کے ابتدائی جاں نثار:

① جوانوں میں آپ کے دوست ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

② بچوں میں آپ کے چچا زاد بھائی علی رضی اللہ عنہ۔

③ غلاموں میں آپ کے لے پالک زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ۔

④ عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایمان لاتے ہی اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ چنانچہ آپ ہی کی تبلیغ سے متاثر ہو کر حضرت عثمان، سعد، طلحہ، عبد الرحمٰن اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم مشرف بہ اسلام ہوئے۔

ان حضرات کے بعد سعد بن زید، ابو ذر غفاری، ارقم بن ابی ارقم، عبد اللہ بن مسعود، عثمان بن مظعون، ابو عبیدہ بن الجراح، عبیدہ بن حارث، حصین عمار بن یاسر، خباب بن ارت، خالد بن سعید اور صہیب رومی وغیرہم اسلام کے ہراول دستہ ہیں۔

عورتوں میں مندرجہ ذیل عورتیں پہلے اسلام لائیں۔

فاطمہ بنت خطاب، حضرت عمر کی بہن، اسماء بنت ابی بکر، اسماء بنت سلامہ، اسماء بنت عمیس، فاطمہ، فکیہہ بنت یسار، رملہ بنت ابی عوف اور امینہ بنت خلف۔

اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اگرچہ پانچ نمازیں فرض نہ ہوئی تھیں، مگر آپ اور آپ کے ساتھی چھپ چھپ کر مکہ کی گھاٹیوں میں نمازیں ادا کرتے تھے۔

Scanned by CamScanner

علی الاعلان تبلیغ: تین سال تک اسلام کی دعوت پوشیدہ رہی، جب تین سال پورے ہو چکے تو یہ آیت نازل ہوئی:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ (الحجر:۹۴)

''آپ علی الاعلان بیان کر دیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اور جاہلوں کے سر نہ پڑیئے۔''

نیز یہ بھی حکم دیا گیا کہ تبلیغ کا کام اپنے قریبی رشتہ داروں سے شروع کیجیے۔

اسلام کے مبلّغوں کے ساتھ بدسلوکیاں:

① حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی گردن میں رسّی باندھ کر ان کو لڑکوں کے حوالے کر دیا جاتا، وہ ان کو مکہ کی پہاڑیوں میں گھسیٹتے پھرتے، کبھی انہیں گرم ریت پر لٹایا جاتا تو کبھی ان کے سینے پر گرم پتھر رکھے جاتے۔ مشکیں باندھ کر لکڑیوں سے پیٹا جاتا۔ بھوکا رکھا جاتا۔ مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہر حالت میں اَحد اَحد کا نعرہ لگاتے یعنی خدا ایک ہے۔

② عمار، ان کے والد یاسر اور اِن کی والدہ سمیّہ مشرکوں کا کھلونا تھے۔ آخر کار ایک کافر نے سمیّہ کو نیزہ مار کر شہید کر دیا۔

③ ابوفکیہہ رضی اللہ عنہ کے پیر میں رسّی باندھ کر پتھریلی زمین پر گھسیٹا جاتا۔

④ خباب بن ارت کے سر کے بال پکڑ کر گھسیٹا جاتا۔ گردن مروڑی جاتی، انگاروں پر لٹایا جاتا۔

⑤ عثمان رضی اللہ عنہ کا چچا آپ کو کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیتا۔

⑥ مصعب بن عمیر کو اسلام لانے کے جرم میں اُن کے گھر سے نکال دیا گیا۔

⑦ اس کے علاوہ دوسرے صحابہ کو اونٹ، بَیل وغیرہ کی کھالوں میں بند کر کے دھوپ میں پھینک دیا جاتا یا لوہے کی زرہ پہنا کر گرم پتھروں پر گرا دیا جاتا۔

Scanned by CamScanner

مگر ان تمام تکالیف کے باوجود اسلام کی لذت ایسی تھی کہ وہ ثابت قدم رہے۔ انہی مقدس ہستیوں کے صدقے ہم تک اسلام پہنچا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتیں دی گئیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے راہِ حق میں جتنی تکالیف دی گئیں اتنی کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ عقبہ بن ابی معیط نے آپ کی گردن میں چادر ڈال کر اس کو اتنے بل دیئے کہ گردن گھٹنے لگی۔ حضرت ابوبکر آئے تو بچایا۔ اسی عقبہ نے سجدے کی حالت میں آپ کی پشت پر نجاست سے بھری ہوئی اونٹنی کی جیلی ڈالی۔[1] حضرت فاطمہ آئیں تو جیلی اُٹھا کر پھینکی، انفرادی طور پر تکالیف دینے کے ساتھ مکہ میں ابولہب کی قیادت میں ایک ۲۵ رکنی کمیٹی بنائی گئی جس میں آپ کو اور آپ کے صحابہ کو تکالیف دینے کے لئے نئے نئے طریقے معلوم کئے جاتے۔ ایک مرتبہ وہ سب اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے: ایامِ حج میں دور دراز سے لوگ آئیں گے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں تبلیغ کریں گے اس لئے کوئی ایسی تدبیر سوچو کہ لوگ ان کی بات پر کان نہ دھریں۔

کافروں کی شہادت آپ کے حق میں: ایک بولا، ہم یہ کہیں گے کہ یہ شخص کاہن ہے۔ ولید بن غیرہ نے کہا، میں نے بہت کاہن دیکھے ہیں، محمد کاہن نہیں۔ اگر ہم یہ کہیں گے تو لوگ ہمارا جھوٹ پکڑ لیں گے، کوئی اور الزام سوچو۔

ایک اور بولا: ہم اسے دیوانہ بتائیں گے۔

ولید بولا: محمد کو دیوانگی سے کیا نسبت؟

ایک اور بولا: ہم اسے شاعر کہیں گے۔

ولید بولا: ہم جانتے ہیں کہ شعر کیا ہوتا ہے محمد کے کلام کو شعر سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

---

[1] گوشت کا ایک لوتھڑا جس میں بچہ ہوتا ہے اور پیدائش کے بعد وہ لوتھڑا باہر نکل آتا ہے۔ (عمدۃ القاری و فتح الباری)

ایک اور بولا: ہم کہیں گے وہ جادوگر ہے۔

ولید بولا: محمد جس طہارت ونفاست سے رہتا ہے وہ جادوگروں میں کہاں ہوتی ہے، جادوگروں کی صورتیں منحوس اور عادتیں خبیث ہوتی ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی اتنی بے داغ تھی کہ ان پر الزام لگانے والے خود بھی مطمئن نہ ہوتے تھے۔ عاجز ہوکر لوگوں نے ولید سے کہا کہ تم ہمارے بزرگ ہو، تم ہی بتاؤ کہ ہم اس کے بارے میں کیا کہیں؟

ولید بولا: سچ تو یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام میں عجب شیرینی ہے، بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس کے کلام سے باپ، بیٹے، بھائی بھائی، شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ہوجاتی ہے، اس لئے اس سے بچے رہنا۔

ہجرتِ حبشہ

جب کافروں نے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہجرت کی اجازت دے دی۔ اجازت ملنے پر ۱۲ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل چھوٹا سا قافلہ بندرگاہ شعیبہ سے جہازوں میں سوار ہوکر حبشہ روانہ ہوگیا۔ اس قافلہ کے سربراہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے ہمراہ ان کی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی) تھیں، اس قافلے کے پیچھے ایک اور قافلہ ۸۳ مردوں اور ۱۸ عورتوں پر مشتمل حبش کے لئے نکلا، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور بھائی جعفر طیار بھی تھے۔ کافروں نے سمندر تک ان کا پیچھا کیا، مگر وہ کشتیوں میں سوار ہوکر جاچکے تھے۔ قریش نے ابوسفیان کی قیادت میں حبش کے بادشاہ کے پاس ایک وفد بھیجا، وہ بہت سے تحائف لے کر بادشاہ کے دربار میں پہنچے اور کہا کہ ہمارے کچھ لوگ آپ کے پاس آگئے ہیں۔ انھیں آپ ہمارے حوالے کردیجیے۔ بادشاہ نے کہا میں مہاجروں سے بھی ان کا

Scanned by CamScanner

دعویٰ سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ مسلمانوں نے اپنی طرف سے جعفر طیار کو وکیل مقرر کیا۔ آپ نے نجاشی شاہ حبش کے سامنے یہ تقریر کی:

جعفر طیار کی تقریر: اے بادشاہ! ہم جہالت میں مبتلا تھے، بتوں کو پوجتے تھے، نجاست میں آلودہ تھے، مردار کھاتے تھے، بیہودہ باتیں کرتے تھے، ہم میں انسانیت اور مہمان داری نام کو نہ تھی، ہم کسی قاعدہ اور قانون کے پابند نہ تھے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک نبی مبعوث فرمایا جس کے حسب نسب، سچائی، دیانتداری، تقویٰ پاکیزگی سے ہم واقف تھے۔ اس نے ہمیں بتایا خدا ایک ہے۔ پتھر پوجنے کے لائق نہیں، سچ بولو، وعدہ پورا کرو۔ گناہوں سے دور رہو۔ نماز پڑھو، صدقہ دو، روزے رکھو، بس ان باتوں پر ہماری قوم ہم سے بگڑ گئی۔ جہاں تک ہوسکا ہم کو ستایا، جب ہم مجبور ہوگئے تو آپ کے ملک میں پناہ لینے کے لئے آ گئے تھے۔ بادشاہ نے یہ سن کر کہا: تمہارے نبی پر جو کلام نازل ہوا ہے، وہ سناؤ۔ حضرت جعفر طیار نے سورۂ مریم سنائی۔ بادشاہ یہ سورت سن کر بہت رویا اور کہنے لگا محمد تو وہی رسول ہیں، جن کی خبر یسوع مسیح نے دی تھی۔ اللہ کا شکر ہے مجھے اُس رسول کا زمانہ ملا۔ بادشاہ نے حکم دیا مکہ کے وفد کو دربار سے نکال دیا جائے۔

اہل مکہ کی ایک اور سازش: اہل مکہ اپنے اس وفد کی ناکامی سے بہت مایوس ہوئے۔ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو راہِ راست سے ہٹانے کے لئے ایک اور چال چلی۔ چنانچہ قریش کا سردار آپ کے پاس آیا اور بڑے میٹھے انداز میں آپ سے یوں مخاطب ہوا:

''اے میرے بھتیجے! اگر تم اس دنیا کی تبلیغ سے مال و دولت جمع کرنا چاہتے ہو، تو ہم خود تم کو مال جمع کئے دیتے ہیں۔ اگر تم عزّت چاہتے ہو تو تم کو عرب کا بادشاہ بنا دیتے ہیں۔ اور اگر تمہارے دماغ میں (نعوذ باللہ) کچھ خلل آ گیا ہے تو ہم علاج کرائے دیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''نہ مجھے عزت کی ضرورت ہے نہ دولت و

Scanned by CamScanner

حکومت کی اور نہ ہی میرا دماغی توازن خراب ہے۔ میری حقیقت تو یہ ہے، پھر آپ نے سورۂ حٰمٓ کی آیات تلاوت کیں، جن کا ترجمہ یہ ہے:

''یہ فرمان خدا کی طرف سے ہے، وہ بڑی رحمت والا اور نہایت رحم والا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیات جدا جدا ہیں، یہ پڑھی جانے والی کتاب عربی میں ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں۔ بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا۔ تو ان میں سے اکثر نے منہ موڑا اور وہ نہیں سنتے اور انھوں نے کہا ہمارے دلوں پر اس کا کچھ اثر نہیں جس کی طرف تم ہم کو دعوت دیتے ہو۔ ہمارے کان اس کو سننے والے نہیں اور ہم میں اور تم میں ایک طرح کا پردہ ہے۔ تم اپنی تدبیر کرو ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں۔ اے نبی! آپ ان لوگوں سے فرما دیجیے میں بھی تم جیسا ہی بشر ہوں، مگر مجھ پر وحی آتی ہے اور میری طرف وحی کی گئی ہے کہ سب لوگوں کا معبود صرف ایک ہے۔ اسی کی طرف متوجہ ہونا اور اسی سے معافی مانگنا لازم ہے۔ ان پر افسوس ہے جو شرک کرتے ہیں اور صدقہ نہیں دیتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں لیکن جو خدا پر ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے آخرت میں بڑا درجہ ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پُرتاثیر لہجے میں ان آیات کی تلاوت کر رہے تھے اور عتبہ دم بخود کھڑا سنتا رہا۔ جب آپ نے کلام ختم کیا تو قریش کو جا کر اطلاع دی۔

''میں ایک کلام سن کر آیا ہوں جو نہ کہانت ہے، نہ شعر ہے، نہ جادو ہے، نہ منتر ہے۔ میری مانو تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ قریش نے یہ سن کر کہا کہ لو عتبہ پر بھی محمد کا جادو چل گیا۔

(سیرت ابن ہشام، جلد ا، صفحہ ۱۰۰)

معجزات کا مطالبہ: جب ہر طرح قریش شکست کھا گئے تو قسم قسم کے معجزات آپ سے طلب کرنے لگے۔ چونکہ اس مطالبہ میں استہزا اور مذاق کا پہلو شامل تھا۔ نیز خدا کے نبیوں کی بعثت کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ ہر وقت لوگوں کی حسب منشا معجزات دکھاتے رہیں۔ پھر یہ بھی ہے کہ جب بھی نبیوں نے اپنی اقوام کے حسبِ منشا معجزات دکھائے۔ پھر انھوں

Scanned by CamScanner

نے تکذیب کی تو وہ قومیں نیست و نابود کر دی گئیں۔ اس لئے آپ نے معجزات دکھانے سے انکار کر دیا۔ اگر چہ سینکڑوں معجزات خدا کی مرضی کے مطابق آپ سے ظاہر ہوئے۔ چند معجزات جو کافروں نے آپ سے طلب کئے یہ تھے:

① خدا سے کہو کہ وہ ایک فرشتہ تمہارے ساتھ مقرر کر دے جو یہ کہتا رہے کہ یہ شخص سچا ہے اور ہم کو تمہاری مخالفت سے بھی منع کرے۔

② یہ بھی سوال کرو کہ تمہارے لئے باغات لگائے جائیں۔ سونے کا محل بن جائے۔ خزانہ میں سونا چاندی جمع ہو جائے۔

③ آسمان کے کچھ ٹکڑے ہم پر گرادو۔

④ آسمان سے پتھر برسنے کی دُعا کرو۔

⑤ آسمان پر چڑھ جاؤ اور وہاں سے لکھی لکھائی کتاب لاؤ۔

⑥ خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کر کھڑا کر دو۔ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت حمزہ کا ایمان لانا ٦ نبوت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفا کی پہاڑی پر بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں آپ کا بدترین دشمن ابوجہل ادھر آ نکلا۔ پہلے تو اس نے آپ کو گالیاں بکیں، پھر ایک پتھر مارا جس سے آپ کے خون بہہ نکلا۔ آپ کے چچا حمزہ (جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے) کو جب اطلاع ملا تو جوشِ قرابت میں ابوجہل کے پاس پہنچے اور اس کے سر پر اپنی کمان کھینچ کر ماری، جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور کہا کہ ”اے بھتیجے! تم کو یہ سن کر ضرور خوشی ہو گی کہ میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا۔“ آپ نے فرمایا: اے میرے چچا! مجھے ان باتوں سے قطعاً خوشی نہیں ہوتی۔ مجھے تو خوشی اس وقت ہو گی جب تم اسلام لے آؤ۔ حمزہ اُسی وقت مسلمان ہو گئے۔ آپ کے اسلام سے تبلیغی کام آگے بڑھا۔

حضرت عمر کا اسلام ٦ نبوت: حضرت عمر عرب کے مشہور بہادر اور پُرجوش جوان

Scanned by CamScanner

تھے۔ قریش کی طرف سے بیرونی ممالک میں آپ ہی کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا تھا۔ ایک دن قریش کے ترغیب دلانے سے آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے ارادے سے نکلے۔ راستے میں کسی نے اطلاع دی کہ پہلے اپنی بہن اور بہنوئی کی خبر لو وہ بھی مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔ غصہ کے عالم میں اسی وقت بہن کے گھر گئے۔ اس وقت یہ حضرات قرآنِ پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ حضرت عمر نے آواز سن لی۔ جب اندر گئے تو ان دونوں کو خوب مارا، مگر یہ دونوں حضرات اسلام پر ڈٹے رہے۔ ان حضرات کی استقامت دیکھ کر آپ کے دل پر بھی اثر ہوا۔ آپ نے فرمایا وہ کیا کلام تھا جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ وہ بولے: اس کلام کو ناپاک لوگ نہیں چھو سکتے۔ پہلے غسل کیجیے، آپ نے غسل کیا تو آپ کے بہنوئی نے سورۂ طٰہٰ کی آیات آپ کو سنائیں۔ آپ پر اتنی رقت طاری ہوئی کہ آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے۔ درحقیقت آپ دل سے اسی وقت مسلمان ہو چکے تھے۔ پھر آپ کے بہنوئی آپ کو حضرت ارقم کے گھر لے گئے جہاں مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع تھے۔ وہاں جاتے ہی آپ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ آپ کے مسلمان ہونے سے مسلمان اتنے خوش ہوئے کہ زور سے نعرۂ تکبیر بلند ہوا جس سے مکہ کی پہاڑیاں گونج اُٹھیں۔ اس دن سے اسلام گھاٹیوں سے نکل کر میدانوں میں آ گیا۔

شعب ابی طالب میں محصوری محرم ۷ تا ۱۰ نبوت: جب قریش نے دیکھا کہ کوئی حربہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ دین سے باز نہ رکھ سکا تو قبائل عرب نے متفقہ طور پر طے کیا کہ بنو ہاشم (حضور کے خاندان) سے مقاطعہ (سوشل بائیکاٹ) کر لیا جائے۔ ان سے خرید و فروخت نہ کرو، شادی بیاہ نہ کرو اور کسی قسم کا تعلق نہ رکھو۔ (زادالمعاد، جلد ا، صفحہ ۲۹۹)

یہ معاہدہ ایک چرمی تھیلے میں بند کر کے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قبیلے والے مجبور ہو گئے کہ گھر بار چھوڑ کر پہاڑ کی گھاٹی (شعب) میں محصور (بند) ہو جائیں۔ تین سال تک مسلمان اسی گھاٹی میں رہے، رزق کی تنگی کا یہ حال تھا کہ بھوک

Scanned by CamScanner

سے بنو ہاشم کے بچے روتے تو گھاٹی سے باہر آواز سنائی دیتی۔ (زادالمعاد، جلد ۱، صفحہ ۲۹۹)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغِ اسلام کے لئے اس گھاٹی سے صرف حج کے مہینوں میں نکلتے تھے کیونکہ کفار ان مہینوں (شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ) میں جنگ کو حرام سمجھتے تھے۔ اس دوران آپ مکہ میں باہر سے آنے والے لوگوں میں وعظ کرتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے۔ مگر ہر جگہ ابولہب آپ کا پیچھا کرتا اور کہتا لوگو! یہ دیوانہ ہے، اس کی بات نہ سنو۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش نے جو معاہدہ خانہ کعبہ میں لٹکایا ہے اسے دیمک چاٹ گئی ہے، سوائے لفظ اللہ کے۔ جب یہ بات کافروں کو معلوم ہوئی تو بولے محمد نے بلا دیکھے ایک بات کہی ہے، اگر یہ بات سچ نکلی تو ہم اس کو اور اس کے ساتھیوں کو گھاٹی سے نکلنے کی اجازت دے دیں گے۔ اور بائیکاٹ بھی ختم کر دیں گے۔ سب کافر حرم میں اکٹھے ہوئے، جب معاہدہ کھول کر دیکھا تو جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی نکلا۔ اس واقعہ کے بعد آپ کو گھاٹی سے نکلنے کی اجازت مل گئی۔

ابوطالب کا انتقال ۱۰ نبوت: حضرت علی کے والد اور حضور کے مشفق چچا ابوطالب انتقال کر گئے۔ وہ ایمان تو نہیں لائے مگر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور پشت پناہی میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ اس لئے آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ (بخاری شریف)

حضرت خدیجہ کا انتقال ۱۰ نبوت: ابوطالب کے تین دن بعد آپ کی مونس و غمگسار بیوی اور اسلام کی بڑی خدمتگار خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا انتقال کر گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کا بہت رنج ہوا اور پے در پے صدمات کی وجہ سے اس سال کا نام آپ نے عام الحزن 'غم کا سال' رکھا۔ آپ نے ۲۵ سال تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ زندگی گزاری تھی۔

طائف کا تبلیغی دورہ ۱۰ نبوت: اگرچہ آپ غموں سے نڈھال تھے مگر تبلیغ اسلام کے اہم فریضہ سے آپ نے قطعاً عدم دلچسپی کا مظاہرہ نہ کیا۔ اسی سال آپ نے مکہ سے

Scanned by CamScanner

طائف کا سفر کیا۔ راستہ میں جو بھی قبیلہ پڑتا اُسے تبلیغ فرماتے جب طائف پہنچے تو وہاں کے سردار عبد یالیل سے ملے اس کے دو بھائی مسعود اور حبیب تھے، یہ سب آپ کا مذاق اُڑانے لگے۔ ایک بولا، ''اگر تجھے اللہ نے رسول بنایا ہے تو میں کعبہ کے سامنے داڑھی منڈوادوں۔'' دوسرا بولا: ''کیا خدا کو تیرے سوا کوئی اور شخص رسول بنانے کو نہ ملا جسے چڑھنے کی سواری بھی میسّر نہیں۔ اُسے رسول بنانا تھا تو کسی سردار کو بنایا ہوتا۔'' تیسرا بولا: ''میں تجھ سے بات بھی کرنا پسند نہیں کرتا۔'' کیونکہ اگر تو واقعی رسول ہے تو تیرے کلام کو ردّ کرنا خطرناک ہے اور اگر تو خدا پر جھوٹ بولتا ہے تو تجھ سے میرے لئے کلام کرنا مناسب نہیں۔''

ان سرداروں نے اپنے غلاموں اور شہر کے لڑکوں کو سکھا دیا کہ وہ وعظ کہتے وقت آپ کے پتھر ماریں۔ پتھروں سے آپ لہولہان ہو جاتے۔ خون جوتے میں جم جاتا، حتیٰ کہ وضو کے لئے جوتے سے پیر نکالنا بھی مشکل ہو جاتا۔

معراج ۱۰ر نبوت: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کی راہ میں قسم قسم کی تکالیف برداشت کر چکے تو اللہ نے آپ کو زمین وآسمان کی سیر کرائی۔ سدرۃ المنتہیٰ اور عرش، جنّت و دوزخ کو آپ نے دیکھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے اللہ کا دیدار کیا اور بلا حجاب اس کے کلام کو سنا۔ معراج کا واقعہ ہم سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر میں قدرے تفصیل سے بیان کر چکے، وہاں دیکھئے۔

طفیل بن عمرو دوسی کا ایمان لانا: طفیل قبیلہ دوس کے سردار تھے، یمن میں آپ کی حکومت تھی، خود بڑے صاحب علم تھے۔ اہل مکہ نے مکہ سے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا اور ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بتا دیا کہ ہم میں سے ایک شخص نکلا ہے جو جادوگر ہے۔ اس کے جادو سے ماں بیٹے اور شوہر بیوی کے درمیان تفریق ہوتی ہے۔ اس سے بچ کر رہنا۔ طفیل کا بیان ہے ان لوگوں نے یہ باتیں میرے ذہن میں اس خوبی سے بٹھا دیں تھیں کہ جب میں خانہ کعبہ میں جاتا تو کانوں میں روئی ٹھونس لیتا کہ کہیں محمد (صلی

Scanned by CamScanner

اللہ علیہ وسلم) کا وعظ میرے کانوں میں نہ پڑ جائے۔ اتفاقاً ایک دن وہ تلاوتِ قرآن پاک کر رہے تھے، میں نے اسے سن لیا۔ میرا دل اس طرف کھنچنے لگا۔ جب وہ گھر کو روانہ ہوئے تو میں ان کے پیچھے ہولیا۔ گھر پہنچ کر میں نے آپ کو اپنا مکہ میں آنا اور کفار کا نصیحتیں بیان کرنا بتایا۔ پھر میں نے آپ سے کلام سننے کی فرمائش کی۔ جب آپ نے کلام سنایا تو میں اسی وقت مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ اس طرح قبیلہ دوس تک اسلام کی شعاعیں پہنچ گئیں۔

ابوذر غفاری کا ایمان لانا: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مدینہ کے باشندے تھے۔ جب ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت معلوم ہوا تو انھوں نے اپنے بھائی انیس کو جو بڑے شاعر تھے، مکہ بھیجا۔ انھوں نے واپسی پر حضور کی بہت تعریف کی۔ ابوذر خود پیدل چل کر آئے۔ خانہ کعبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی وہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے ابوذر اُسی وقت مسلمان ہو گئے۔ اسی وقت کعبہ میں بلند آواز سے قریش کو کلمہ طیّبہ پڑھ کر سنایا وہ آپ پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت عباس نے بمشکل بچایا، مگر جوشِ ایمان بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ اور راہِ خدا میں اس پٹنے کی لذّت دوبارہ حاصل کرنے کو جی چاہتا تھا۔ اس لئے دوسرے دن پھر قریش کے مجمع میں آ کر اعلان کیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور کلمہ پڑھا۔ پھر کافروں نے بہت مارا اور حضرت عباس نے چھڑایا۔ پھر آپ اپنے وطن واپس آ گئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بڑے زاہد تھے اور آپ کا کہنا تھا کہ اپنی ضرورت سے زائد مال کا صدقہ[1] کر دینا ضروری ہے۔ اس کا رکھنا گناہ ہے، وہ بڑی سادہ زندگی گزارتے تھے۔ اس لئے آپ کو "مسیح اسلام" کا لقب دیا گیا ہے۔

بیعت عقبہ اولیٰ ۱۱ نبوت: تبلیغ اسلام کے سلسلے میں اس بیعت کی بڑی اہمیت ہے۔ ایام حج میں مکہ سے چند میل دور الحمرا اور منیٰ کے درمیان ایک گھاٹی تھی یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات مدینہ سے آئے ہوئے چھ اشخاص سے ہوئی۔ ان کے نام یہ ہیں:

---

[1] یہ حضرت ابوذر کا اپنا اجتہاد تھا ورنہ دراصل زائد از ضرورت تمام مال کو صدقہ کرنا مستحب ہے۔

Scanned by CamScanner

ابوامامہ، اسعد بن زرارہ، عوف بن حارث، رافع بن مالک، قطبہ بن عامر، سعد بن ربیع یہ لوگ اگرچہ بُت پرست تھے۔ مگر یہودی علماء کی زبانی کئی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت سن چکے تھے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو وہ تمام نشانیاں جو اُن کو بتائی گئی تھیں، آپ کی ذات میں پائیں۔ خدا کا کلام سن کر فوراً مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مندرجہ ذیل باتوں پر بیعت (پختہ عہد) کیا۔

① ہم ایک خدا کی عبادت کریں گے، کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں گے۔

② چوری اور زنا نہ کریں گے۔

③ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔

④ کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگائیں گے، اور نہ کسی کی چغلی کریں گے۔

⑤ ہم ہر بات میں نبی کی اطاعت کریں گے۔

جب یہ لوگ وطن جانے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن عمیر کو ان کے ساتھ اسلام کی تعلیم کے لئے روانہ کیا۔ مصعب امیر گھرانے کے چشم و چراغ تھے، جب گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تو غلام پیچھے چلا کرتے۔ جسم پر دوسو درہم سے کم کا لباس نہ ہوتا، لیکن جب مسلمان ہو گئے تو ایمان کی لذت کے سامنے تمام چیزیں ہیچ ہو گئیں۔ جب تبلیغ اسلام کے لئے نکلے تو جسم پر پھٹا ہوا کمبل ہوتا جس میں بٹنوں کی جگہ کانٹے لگائے تھے۔ غرض یہ تبلیغی قافلہ مصعب بن عمیر کی سربراہی میں مدینہ روانہ ہوا۔

مصعب مدینہ جا کر اسعد بن زرارہ کے گھر ٹھہرے۔ مدینہ والے آپ کو المقری یعنی پڑھانے والا کہتے تھے۔ آپ کی تعلیم سے بنو عبدالاشہل اور بنوظفر کے سردار اسید بن حضیر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے بعد مدینہ کے سب سے بڑے سردار سعد بن معاذ ایمان لائے۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا۔

"سنو! کوئی مرد ہو یا عورت میں اس سے بات کرنا حرام سمجھتا ہوں، جب تک وہ

Scanned by CamScanner

خدا اور رسول پر ایمان نہ لائے۔"

بیعت عقبہ ثانیہ ۱۳ر نبوت: حضرت مصعب کی تعلیم کا اثر یہ ہوا کہ اگلے سال ۷۳ مرد اور ۲ عورتیں اہل مدینہ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ آنے کی دعوت دینے کے لئے مکہ آئے۔ یہ پاک باز لوگ ٹھیک اُسی مقدس مقام پر پہنچے جہاں ان سے، ایک سال قبل انہی کے ہم وطن آئے تھے اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہو کر پلٹے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کے سامنے یہ وعظ کیا

① کیا تم دین حق کی اشاعت میں میری پوری مدد کرو گے؟

② جب میں تم میں جا کر رہنے لگوں تو کیا تم میری اور میرے ساتھیوں کی حمایت اپنے اہل وعیال کی مانند کرو گے؟

ان لوگوں نے دریافت کیا، ہمیں اس کا کیا صلہ ملے گا؟ آپ نے فرمایا: "جنت جو خدا کی خوشنودی کی جگہ ہے۔ پھر انھوں نے کہا کہ آپ ہماری تسلی کرا دیجیے کہ آپ ہمارا ساتھ نہ چھوڑیں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں! میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہوگا۔ بس اِس جملے کا سننا تھا کہ عاشقانِ رسول بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ براء بن معرور نے اس رات سب سے پہلے بیعت کی۔ (زادالمعاد، صفحہ ۳۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۲ر نقیب: آپ نے اہلِ مدینہ میں تبلیغ کیلئے بارہ اشخاص منتخب کئے اور فرمایا جس طرح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اپنے لئے ۱۲ر اشخاص کو چن لیا تھا۔ اسی طرح میں تمہارا انتخاب کرتا ہوں۔ ان حضرات کے نام یہ ہیں:

اسعد بن زرارہ، رافع بن مالک، عبادہ بن صامت، سعد بن ربیع، منذر بن عمر عبداللہ بن رواحہ، براء بن معرور، عبداللہ بن عمرو بن حرام، سعد بن عبادہ، اسید بن حضیر، سعد بن خثیمہ، ابوالہیثم بن تیہان۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

سعد بن عباد کی آزمائش: ابھی یہ حضرات تبلیغ کے لئے روانہ ہو ہی رہے تھے کہ

Scanned by CamScanner

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مکہ کے لوگوں نے پکڑ لیا، ان کی مشکیں کس لیں اور بالوں سے گھسیٹنے لگے۔ سعد کہتے ہیں، اتنے میں ایک سرخ سپید شخص مجھے اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ ضرور میرا ہمدرد ہوگا، لیکن اس نے سب سے زیادہ زور سے میرے منہ پر طمانچہ رسید کیا۔ اب مجھے بڑی نا اُمیدی ہوئی۔ اتنے میں ایک شخص اور آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے مسافر! کیا اس شہر میں تیری کسی سے شناسائی نہیں؟ میں نے کہا، ہاں، میں جبیر بن معطعم اور حارث بن اُمیہ کو جانتا ہوں۔ یہ لوگ میرے شہر میں تجارت کے لئے آتے رہتے ہیں اور میں نے ان کو بارہا پناہ دی ہے۔ وہ شخص بولا کہ پھر انہی کے نام کی دُہائی دو۔ جب میں نے ان کو پکارا تو اسی شخص نے جا کر ان دونوں کو اطلاع دی اور وہ آ گئے۔ اس طرح میری جان بچی۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس زمانے میں اسلام لانے کے معنی ہی یہ تھے کہ آدمی جان و مال سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جائے۔ افسوس کہ آج ہم اپنے پیٹ کے لئے، اپنی اولاد کے لئے اور اپنے مال و دولت کے لئے ہر تدبیر کرتے ہیں۔ گالیاں سنتے اور مار کھاتے ہیں۔ مگر اسلام کی خاطر کوئی تکلیف برداشت کرنے کو تیار نہیں اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ یہ نعمت ہمیں بلا مشقت مل گئی ہے۔ مگر اس کا نتیجہ قومی پیمانہ پر رسوائی اور ذلت ہے جو ہم برداشت کر رہے ہیں۔ اُمت مسلمہ کو وقار صرف اسی وقت ملتا ہے جب وہ اسلام کو وقار اور عزت دلائے۔

ہجرت

اسلام کی تاریخ میں ہجرت کی بڑی اہمیت ہے۔ ہجرت کے معنی شریعت کی اصطلاح میں یہ ہیں کہ وہ خطۂ زمین جہاں مسلمان اللہ کی عبادت اور اس کے دینی اور دنیاوی احکام کی اتباع نہ کر سکیں اور دشمنوں کی طرف سے اس سلسلے میں رکاوٹیں قائم کی جائیں اور مسلمان اتنے طاقت ور نہ ہوں کہ وہ اس نظامِ ظلم کو بدل سکیں۔ تب ان پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اپنا

Scanned by CamScanner

وطن چھوڑ کر کسی ایسی جگہ پناہ لیں، جہاں وہ اسلام پر پوری طرح عمل کر سکیں۔ اکثر و بیشتر انبیاء علیہم السلام اور ان کی اُمتوں کو ہجرت کرنی پڑی مگر ہر نبی کے ساتھ یہ ضرور ہوا کہ جب وہ ہجرت کر کے ایک جگہ سے تشریف لے گئے تو پھر جلد ہی بڑی شان و شوکت سے بحیثیت فاتح پھر اسی ملک میں آ گئے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کافر نبی کا مذاق اُڑاتے کہ ہم نے اس کو نکال دیا اور وہ ہمارا کچھ نہ کر سکا۔ جب کافروں نے مسلمانوں پر ظلم کی انتہا کر دی تو قرآن کریم میں ان کو اجازت دے دی گئی کہ وہ مکہ کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں۔ لہٰذا مسلمان مکہ سے مدینہ کی جانب چھپ چھپ کر ہجرت کرنے لگے۔ ایک مسلمان پر اللہ کی راہ میں جو دشواریاں آئیں، اسے وہ سب بخوشی برداشت کرنی چاہئیں۔ اب ہجرت کرنے والے چند اصحاب کا نام جنھوں نے اسلام کی عظیم دولت ہم تک پہنچائی۔

صہیب رومی رضی اللہ عنہ کی ہجرت: جب آپ ہجرت کو چلے تو کفار نے آپ کو گھیر لیا۔ کہنے لگے، صہیب! جب تو مکہ میں آیا تھا تو مفلس و قلاش تھا۔ جب یہاں تو نے خوب کمائی کر لی تو اَب تمام مال و زر لے کر یہاں سے جانا چاہتا ہے؟ صہیب بولے اگر میں اپنا تمام مال و زر تمہارے حوالے کر دوں تو کیا تم مجھ کو جانے دو گے؟ قریش بولے، ہاں! صہیب نے تمام مال قریش کے حوالے کیا اور مدینہ پہنچ گئے۔ جب یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا: صہیب نے اس سودے میں نفع کمایا۔

(سیرت ابن ہشام، صفحہ ۱۶۸)

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے شوہر ابوسلمہ نے مجھے اونٹ پر بٹھایا اور گود میں سلمہ کو دے دیا۔ جب ہم ہجرت کی غرض سے روانہ ہوئے تو راستہ میں بنو مغیرہ نے آ کر ابوسلمہ کو گھیر لیا اور کہا تو جا سکتا ہے مگر ہماری لڑکی نہیں لے جا سکتا اور نہ بچے کو لے جا سکتا ہے۔ انھوں نے اونٹ بٹھا دیا۔ بنوالاسد بچہ کو لے گئے اور بنو مغیرہ سلمہ کو لے آئے، مگر ابوسلمہ ہجرت کو فرض سمجھتے تھے۔ بیوی بچہ کے بغیر ہی

Scanned by CamScanner

ہجرت کر گئے۔ام سلمہ اب ہر شام اسی جگہ آتی تھیں جہاں سے ان کے شوہر جدا ہوئے تھے اور رو دھو کر واپس گھر آجاتی تھیں۔ایک سال بعد ان کے چچازاد بھائی کو رحم آیا اور انھوں نے دونوں قبیلوں سے ان کو بھی ہجرت کی اجازت دلا دی۔ام سلمہ اپنے بچے کے ساتھ مدینہ پہنچ گئیں۔

اسی طرح دوسرے اصحاب کو بھی ہجرت میں قسم قسم کے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ جب مکہ میں مسلمان کم رہ گئے،صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چند خاص صحابہ رہ گئے تو کافروں نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔

کافروں کی تدابیر: ایک مرتبہ مکہ کے سردار ''دارالندوہ'' میں جمع ہوئے تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا جا سکے۔ایک بولا: ''اسے پکڑ کر گلے میں زنجیر ڈال کر ایک گھر میں قید کر دو۔'' اس محفل میں نجد کا ایک بوڑھا شیطان بھی تھا۔وہ بولا: ''یہ مشورہ درست نہیں ہے کیونکہ محمد کے قید ہونے کی خبر عام ہو جائے گی اور مسلمان اس کو قید سے چھڑا لیں گے۔

دوسرا بولا: اسے ایک سرکش اونٹ پر بٹھا کر یہاں سے روانہ کر دو، پھر جہاں اس کا دل چاہے چلا جائے،زندہ رہے یا مرے۔

نجدی بوڑھا بولا: ''یہ رائے بھی ٹھیک نہیں،کیا تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نرم باتوں کو بھول گئے؟ وہ جس سے بات کرتا ہے اس کو اپنا لیتا ہے، اگر تم اس کو چھوڑ دو گے تو یہ بہتوں کو اپنا ہمنوا بنا لے گا۔

اب ابوجہل بولا۔ ''عرب کے ہر مشہور قبیلے سے ایک ایک جوانمرد کا انتخاب کیا جائے، یہ سب رات کی تاریکی میں محمد کو گھیر لیں، جب محمد صبح کی نماز کو نکلیں تو یہ سب بہادر ایک دم اُن پر حملہ کر کے ان کا خاتمہ کر دیں، تا کہ محمد کا خون ایک قبیلہ پر نہ ہو بلکہ تمام قبائل پر ہو اور ان سے کوئی بدلہ نہ لے سکے۔یہ تجویز منظور کر لی گئی۔

Scanned by CamScanner

محاصرہ: رات کو کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کرلیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے کہا کہ لوگوں کی امانتیں میرے پاس ہیں، تم میرے بستر پر سو رہو۔ کچھ فکر نہ کرنا، کوئی تمہارا بال بیکا نہ کر سکے گا۔ صبح کو تم سب کی امانتیں سپرد کر کے آجانا۔ حضرت علی آپ کے بستر پر سو رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دولت خانہ سے سورۂ یٰس پڑھتے ہوئے نکلے اور کافروں کی طرف ایک مٹھی مٹی پھینکی، جس سے سب اندھے ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو دیکھا ہر ایک کے سر پر خاک پڑی ہے۔ گھر کے اندر گئے تو بجائے حضور کے حضرت علی کو پایا۔ دانت پیس کر رہ گئے۔ (طبری، صفحہ ۲۲۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچے اور خوشخبری سنائی کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس سفر میں تم میرے ساتھ ہو۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سامانِ سفر تیار کیا۔ ان کی بیٹی اسماء نے اپنا پٹکا کاٹ کر ستوؤں کے تھیلے کا منہ باندھا۔ ۲۷ صفر ۱۳ نبوت کو رات کی تاریکی میں دونوں چل پڑے۔ مکہ سے چار پانچ میل پر ثور پہاڑ ہے، اس کی چڑھائی بہت زیادہ ہے۔ راہ بھی سنگلاخ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چلنے میں جب تکلیف ہوئی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر اُٹھالیا۔

یارِ غار: جب ایک غار کے منہ پر پہنچے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور توقف فرمائیں، پہلے میں غار کے اندر جاتا ہوں۔ غار کے اندر جا کر اس کو صاف کیا، اپنے جسم کے کپڑے پھاڑ کر غار کے سوراخ بند کئے۔ پھر بھی غار میں ایک سوراخ باقی رہ گیا تھا، اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا انگوٹھا یا ایڑی لگا رکھی تھی۔ اسی دوران ایک سانپ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے انگوٹھے کو ڈس لیا۔ مگر اس خیال سے کہ سرکار کی نیند میں خلل نہ آئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پیر کو جنبش نہ دی۔ جب سرکار از خود بیدار ہوئے تو واقعہ عرض کیا۔ سرکار نے اپنے لعابِ دہن سانپ کے کاٹے پر لگایا، فوراً شفا حاصل ہوئی۔ تین دن تک

Scanned by CamScanner

آپ دونوں حضرات یہیں رہے۔ رات کی تاریکی میں اسماء بنت ابی بکر کے گھر سے روٹی آتی۔ عامر بن فہیرہ حضرت عائشہ کے بھائی کا غلام حضرت ابوبکر کی بکریاں چراتا ہوا وہاں آجاتا۔ حضرت ابوبکر دودھ دوہتے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے۔

(بخاری، باب الہجرۃ)

ایک دن کافر آپ کو تلاش کرتے کرتے غار کے منہ پر آگئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور کی فکر ہوئی۔ آپ نے فکرمندی کے آثار دیکھے تو قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ ''تم غم نہ کرو، بیشک اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔''

اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ہے۔

غار سے روانگی: چوتھی رات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے دو اونٹنیاں آگئیں ایک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ، دوسری پر عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط (یہ راستہ دکھانے پر ملازم تھے) سوار ہو کر یکم ربیع الاوّل بروز پیر مطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء کو روانہ ہوئے۔

سراقہ کا تعاقب کرنا: کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ مقام رابغ کے قریب سراقہ نے آپ کو دیکھ لیا تو آپ کا پیچھا کیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ میں ان کو تھوڑی دیر میں گرفتار کر لوں جبکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظر اس پر پڑی تو آپ نے اپنے رب سے فرمایا، ''اے اللہ! ہمیں اس کے شر سے بچا۔'' یہ الفاظ نکلنے تھے کہ اس کی گھوڑی کے پیر زمین میں دھنس گئے۔ اس نے حضور سے معافی مانگی اور درخواست کی کہ آپ مجھے امان لکھ دیں۔ حضور کے حکم پر عامر بن فہیرہ نے اسے امان کا خط بھی لکھ دیا۔

ام معبد کے خیمے پر گزر: غار سے نکل کر پہلے دن ہی آپ کا گزر بنوخزاعہ کی ایک عورت اُم معبد کے خیمہ پر ہوا۔ یہ عورت مسافروں کی خاطر تواضع میں مشہور تھی۔ آپ نے

دریافت کیا، کیا کچھ کھانے کو ہے، وہ بولی، اگر کچھ ہوتا تو پہلے ہی پیش کر دیتی۔ آپ نے فرمایا، یہ بکری کیوں کھڑی ہے؟ بولی، انتہائی کمزور ہونے کے سبب ریوڑ کے ساتھ نہیں جاسکتی تھی۔ آپ نے فرمایا: اگر اجازت ہوتو ہم دودھ دوہ لیں؟ وہ بولی، اس میں دودھ نہیں ہے۔ اگر آپ چاہیں تو دیکھ لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کہہ کر دودھ نکالنا شروع کیا تو برتن بھر گیا اور اس میں سے گرنے لگا۔ یہ دودھ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اور آپ کے ساتھیوں نے پیا۔ پھر دوبارہ بکری کو دوہا اور سب نے پیا۔ پھر تیسری مرتبہ دوہا اور برتن بھر گیا۔ یہ آپ نے ام معبد کے لئے چھوڑ دیا، کچھ دیر بعد اُم معبد کا شوہر خیمہ میں آ گیا تو دودھ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اُم معبد نے بتایا کہ یہاں ایک بابرکت شخص آیا تھا، اسی کی برکت کا نتیجہ ہے۔ اُم معبد کا شوہر بولا، یہ وہی قریشی معلوم ہوتا ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔

ذرا اُس کا حلیہ بتاؤ۔ اُم معبد بولی:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک: روشن اور کشادہ چہرہ، اچھی عادات، نہ تو پیٹ بڑا ہے، نہ سر کے بال گرے ہوئے ہیں، حسین آنکھیں، لمبے اور گھنے بال، آواز میں رعب، موٹی گردن، سرگیں آنکھیں، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگھریالے بال، خاموش طبع اور باوقار گویا دل بستگی لئے ہوئے دور سے دیکھنے میں زیب دینے والا اور دل موہ لینے والے قریب سے نہایت شیریں اور حسین، واضح الفاظ، کلام کمی بیشی سے پاک، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی کی طرح، درمیانہ قد، نہ تو چھوٹے قد والے کہ بُرے معلوم ہوں، اور نہ لمبے قد والے کہ آنکھ ان سے نفرت کرے، شاخ تر کی کی طرح ان کے ساتھ ایسے دوست تھے جب وہ کچھ کہتے خاموش ہوکر سنتے، حکم دیتے تو تعمیل کے لئے جھپٹتے، مخدوم و مطاع، نہ ترش رو اور نہ بیہودہ گو۔ یہ اوصاف سن کر وہ بولا۔ یہ ضرور وہی قریشی ہے، میں اس سے جا کر ملاقات کروں گا۔

Scanned by CamScanner

تیرہ سالہ مکی زندگی : ایک نظر میں

اگر چہ اس مصیبتوں سے بھرے ہوئے طویل عرصہ میں بہت کم لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے مگر اس قدر باعزم و باہمت تھے کہ ان کے ذریعہ اسلام کی روشنی چاردانگ عالم میں پھیلی۔

① ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے کون واقف نہیں۔

② مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں انقلاب برپا کیا۔

③ جعفر طیار نے حبش کی سرزمین میں اسلام کی روشنی پھیلائی۔

④ عبداللہ بن مسعود اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم نے اقوالِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشر و اشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔

⑤ زبیر، طلحہ اور عمار رضی اللہ عنہم نے جاں نثاری کی مثالیں قائم کیں۔

⑥ بلال، سمیہ، یاسر، کعب اور خباب نے مظلومیت و استقامت کی وہ مثالیں قائم کیں کہ رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی۔

⑦ سکران، شموس، اُم حبیبہ اور خنیس رضی اللہ عنہم اپنا سب کچھ قربان کر کے اسلام کی خاطر حبش میں جا بسے۔

⑧ لبید، کامل اور انیس جیسے بلغاء جن کی ایک تقریر یا قصیدہ انقلاب برپا کر دیتا تھا، اسلام لائے۔

⑨ طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن میں اسلام پھیلایا۔

ان کے علاوہ بڑی جلیل القدر ہستیاں آپ کی مکی زندگی میں ایمان لائیں۔

بریدہ اور اس کے ساتھیوں کا ایمان لانا: آپ مدینہ جا رہے تھے، راستہ میں بریدۂ اسلمی ملے جو اپنی قوم کے سردار تھے۔ قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری پر ۱۰۰ اونٹ انعام مقرر کیا تھا، وہ اسی انعام کے لالچ میں نکلے تھے، مگر تھوڑی دیر حضور صلی

Scanned by CamScanner

اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ اپنے ستّر آدمیوں سمیت ایمان لے آئے۔ اپنی پگڑی اُتار کر نیزہ پر لگائی اور جھنڈے کے طور پر بلند کر لی۔ اسے ہوا میں لہراتے تھے اور اعلان کرتے جاتے۔ ''امن کا بادشاہ'' صلح کا حامی، دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

قباء میں آمد: ۸ / ربیع الاوّل ۱۳ / نبوت بروز پیر (۲۳ / ستمبر ۶۲۲ء) مقامِ قباء پر پہنچ گئے، جہاں اہل مدینہ نے عشق ومحبت سے بھرپور استقبال کیا۔ آپ نے یہاں تین دن قیام کیا اور اسی دوران ایک مسجد کی بنیاد رکھی جو مسجد قباء کے نام سے مشہور ہے۔ اسی اثناء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اہل مکہ کی امانتیں ان کے سپرد کر کے یہاں پہنچ گئے۔

اسلام کا پہلا جمعہ: ۱۲ / ربیع الاوّل ۱ھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم قباء سے روانہ ہو کر بنو سالم کی آبادی میں آئے اور یہاں سو آدمیوں کے ہمراہ نمازِ جمعہ ادا کی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں اسلام کا پہلا جمعہ تھا۔

جمعہ کا پہلا خطبہ [1]

''تمام تعریف اللہ کے لئے ہے، میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اُسی سے مدد و بخشش اور ہدایت کا طلب گار ہوں، میں اس پر ایمان رکھتا ہوں، اس سے کفر نہیں کرتا ہوں، جو کفر کرتے ہیں ان سے دشمنی رکھتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ نے اُن کو ہدایت کا نور اور نصیحت دے کر ایسے زمانے میں بھیجا جبکہ بہت عرصہ سے کوئی رسول نہ آیا تھا، علم کم ہو چکا تھا اور لوگ گمراہ ہو چکے تھے۔ قیامت قریب ہے اور موت نزدیک، جو بھی اللہ اور اس کے

---

[1] ملا علی قاری اور دیگر محققین نے ذکر کیا ہے کہ حضور کی ہجرت سے قبل سب سے پہلے سعد بن زرارہ نے مسلمانوں کو جمعہ کے دن دو رکعت نماز پڑھائیں اور وعظ کیا۔ ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے اس فعل کو برقرار رکھا اور اس واقعہ کے بعد ہی یہ آیت نازل ہوئی:

اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ۔ (الآیۃ)

Scanned by CamScanner

رسول کی اطاعت کرے گا تو بلا شبہ وہ ہدایت پائے گا اور جو اِن دونوں کی نافرمانی کرے گا وہ سخت گمراہی میں مبتلا ہو گا۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی تاکید کرتا ہوں۔ سب سے بہتر وصیت جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کر سکتا ہے، یہ ہے کہ اسے آخرت کی تیاری اور اللہ سے ڈرنے پر برانگیختہ کرے۔ تو تم اُس سے ڈرو جس سے اللہ نے تمہیں ڈرایا ہے۔ اس سے بہتر نہ کوئی نصیحت ہے اور نہ کوئی ذکر ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سے ڈرنا انسان کے مقاصد کی کامیابی پر بہترین مددگار ہے، جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان معاملات کو خفیہ اور پوشیدہ طور پر درست رکھے گا اور اس سے اس کا مقصود صرف اللہ کی رضا ہو تو یہ چیز دنیا میں اس کے لئے ذکر ہو گی اور آخرت میں ذخیرہ، جس دن انسان کو اپنے اعمال کی ضرورت ہو گی، لیکن جو ایسا نہیں کرتا اس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

انسان پسند کرے گا کہ اس کے اعمال اور اس کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہو جائے اور خدا تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ اور جس شخص نے خدا کے حکم کو سچ جانا اور اس کے وعدوں کو پورا کیا تو اس کے لئے فرمانِ الٰہی ہے:

"میں اپنے وعدے کو نہیں بھولتا اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔"

تو اے لوگو! تم اپنی دنیا اور اپنی آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی، کیونکہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اُس کی برائیوں کو مٹا دے گا اور اس کا اجر بڑا کرے گا اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا تو اُس کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اس کی ناراضگی سے بچنے کا ذریعہ ہے اور اس کے عذاب سے بچاؤ کا وسیلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا ڈر چہروں کو روشن کرتا، رب کو راضی کرتا اور درجے کو بلند کرتا ہے۔ تم اپنا حصہ (دنیا سے) لو مگر اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کوتاہی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی کتاب سکھائی اور اپنی راہ دکھائی، تا کہ سچوں اور جھوٹوں میں امتیاز قائم ہو سکے، تم احسان کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دشمنی کرو۔ اللہ تعالیٰ کی

Scanned by CamScanner

راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کا حق ہے۔ اس نے تم کو برگزیدہ کیا اور تمہارا نام مسلم رکھا تا کہ جو ہلاک ہو وہ بھی روشن دلائل کے بعد ہو اور جو زندگی (ایمانی زندگی) پائے وہ بھی روشن دلائل سے پائے اور طاقت وقوت خدا ہی کی جانب سے ہے تو خدا کا ذکر بکثرت کرو۔ آج کے بعد کے لئے عمل کرو کیونکہ جس نے اپنے اور خدا کے درمیان معاملات کو درست کرلیا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور دوسرے لوگوں کے درمیان معاملات کو درست کر دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر حکم چلاتا ہے۔ مگر لوگ اللہ تعالیٰ پر حکم نہیں چلا سکتے ہیں، وہ بندوں کا مالک ہے۔ وہ اس کے مالک نہیں، اللہ تعالیٰ بڑا ہے، طاقت وقوت عظیم خدا کی طرف سے ہی ہے۔" (تاریخ طبری)

مدینہ میں داخلہ: نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر آپ مدینہ میں داخل ہوئے۔ اس کا پہلا نام "یثرب" تھا۔ آپ کے داخل ہوتے ہی اس کا نام "مدینۃ النبی" (نبی کا شہر) ہو گیا۔ اب مختصراً مدینہ کہا جاتا ہے۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے، اس وقت اہلِ مدینہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ مدینہ کی بچیاں یہ اشعار گانے لگیں:

اَشْرَقُ الْبَدْرُ عَلَيْنَا	ہم پر چاند طلوع ہوا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الوداع	داع کی گھاٹیوں سے
وَجَبَ الشكر علينا	جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلانے والا
مَا دَعَا لِلّٰهِ داع	بلاتا رہے ہم پر شکر واجب ہے
اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا	اے وہ کہ ہماری طرف بھیجا گیا ہے
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمَطَاع	تو ایسا دین لایا ہے جس کی اطاعت لازم ہے

عقدِ مواخات: مواخات کے معنی بھائی چارگی کے ہیں۔ جب مکہ سے لٹے پٹے مہاجر مدینہ آئے تو یہاں کے باشندوں نے ان کو اپنا بھائی بنالیا، اپنی زمین، اپنی تجارت، اپنے مکان میں شریک کیا اور کچھ عرصہ تک تو یہ طریقہ رہا کہ جب کوئی انصاری انتقال کرتا تو

Scanned by CamScanner

اس کی جائیداد میں اس کے دوسرے بھائیوں کی طرح مہاجر کو بھی حصہ ملتا۔ جب بھی کوئی مہاجر آتا تو انصار میں سے ہر شخص چاہتا کہ یہ میرا بھائی بن جائے اور میرے ساتھ رہے۔ آخر کار قرعہ اندازی سے فیصلہ ہوتا۔ اس عقد کی مثال کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

مکہ اور مدینہ کے حالات کا مقابلہ: مکہ میں جہاں ایک قوم بستی تھی، وہ بت پرست اور جاہل تھی، جب کہ مدینہ مختلف اقوام اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کا مرکز تھا۔ بنونضیر، بنوقینقاع اور بنوقریظہ یہودیوں کے قبیلے تھے۔ یہ تمام اُس نبی کی آمد کے منتظر تھے جس کی بشارت موسیٰ علیہ السلام نے توراۃ میں دی تھی۔

> ''خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان میں سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔''
> (استثناء، صفحہ ۱۵، ۱۸)

مدینہ کے عیسائی جناب عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیوں کے باعث نبی آخرالزماں کے منتظر تھے:

> ''وہ دنیا کو گناہ اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا، وہ میری بزرگی کرے گا، تمہیں سچائی کی راہ بتائے گا۔''
> (۱/۱۹، ۱/۱۳)

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ان لوگوں سے تھا، جو دینی معاملات میں کافی دسترس رکھتے تھے۔

اہل مدینہ سے معاہدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچتے ہی مناسب خیال فرمایا کہ یہاں کے بسنے والوں سے ایک معاہدہ کرلیا جائے تاکہ نسل اور مذہب کے اختلاف کے باوجود بھی قومیت کی وحدت قائم رہے اور امن سے سب لوگ زندگی بسر کرسکیں۔ اس یادگار معاہدہ کے چند جملے یہ ہیں:

① ''یہ تحریر محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے قریش، یثرب اور ان کے بعد ان میں شامل ہونے والے مسلمانوں کے درمیان معاہدہ ہے۔

۲. یہ سب لوگ ایک اُمت ہیں۔
۳. بنوعوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم ہیں۔
۴. معاہدہ میں شامل لوگوں کے ساتھ جو کوئی جنگ کرے گا تو سب مل کر اس کے خلاف جنگ کریں گے۔
۵. یہ سب آپس میں دوسرے کی خیر خواہی کریں گے، نیکی میں ہاتھ بٹائیں گے، بدی میں نہیں۔
۶. جنگ کے دنوں میں یہودی مسلمانوں کے ساتھ مصارفِ جنگ میں شریک رہیں گے۔
۷. جو قومیں یہودیوں کی دوست ہیں ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو یہودیوں کے ساتھ ہوگا۔
۸. کوئی شخص اپنے حلیف کے ساتھ مخالفانہ کارروائی نہ کرے گا۔
۹. اس معاہدہ میں شریک لوگوں پر مدینہ میں جنگ کرنا حرام ہوگا۔
۱۰. امن لے کر آنے والے بھی محفوظ رہیں گے۔
۱۱. اس معاہدہ کے شرکاء کے درمیان کوئی نئی بات یا کسی معاملے میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوگا۔

پھر اس معاہدہ میں مزید توسیع کی گئی اور قرب و جوار کے قبائل نے بھی اس پر دستخط کر دیئے۔ (سنن ابی داؤد باب فی خبر النفیر)

اس معاہدہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح پسندی اور نظم و ضبط کی صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے۔

قریش کی سازشیں

قریش مسلمانوں کی اس کامیابی پر کب چپ رہنے والے تھے۔ انھوں نے مسلمانوں

Scanned by CamScanner

کے خلاف سازشیں شروع کردیں۔

پہلی سازش: قریش نے عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کو لکھ بھیجا، تم نے ہمارے آدمی کو اپنے یہاں ٹھہرالیا ہے، اب تم پر لازم ہے کہ یا تو تم اس سے لڑو یا اس کو وہاں سے نکال دو۔ ورنہ ہم نے قسم کھالی ہے کہ ہم تم سب کو تہس نہس کروا دیں گے، تمہارے جوانوں کو قتل کردیں گے اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کرلیں گے۔ اس خط پر عبداللہ بن ابی اور اُس کے ساتھیوں نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع ملی تو آپ خود ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا، قریش نے تمہارے ساتھ چال چلی ہے، کیونکہ اگر تم مسلمانوں کے ساتھ لڑو گے تو اپنے ہی بھائی اور بیٹوں سے لڑو گے (جو مسلمان ہو چکے ہیں) اور اگر تم کو قریش سے لڑنا پڑا تو وہ غیروں کا مقابلہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات ان کی سمجھ میں آگئی اور انہوں نے لڑنے کا ارادہ ترک کردیا۔

دوسری سازش: پھر قریش نے مکہ ہی میں مدینہ کے یہودیوں سے مل کر سازش تیار کرلی اور مسلمانوں کو دھمکی دی کہ تم مغرور نہ ہونا کہ مکّہ سے بچ کر نکل گئے ہو، ہم تم کو مدینے میں آکر ختم کردیں گے اور اس کے ساتھ ہی انھوں نے مسلمانوں سے نفرت رکھنے والے سب لوگوں سے کہا جنگ کرنے کیلئے تیار ہوجائیں۔ چنانچہ یہ تدبیر کارگر ثابت ہوئی۔

قریش کے لشکر کی مدینہ کی طرف پیش قدمی: ایک ہزار جوان جن کے پاس سات سو اونٹ اور تین سو گھوڑے سواری کیلئے تھے اور ہر قسم کے ہتھیار تھے۔ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کے خلاف راستہ بھر اشتعال انگیز باتیں ہوئیں۔ اس لشکر کی اطلاع مسلمانوں کو بھی مل گئی۔ ظاہر ہے کہ مسلمان اگر سستی کرتے اور اُس وقت تیاری کرتے جب دشمن ان کے گھر پر دستک دیتا تو یہ سخت جنگی غلطی ہوتی اور قافلہ کے بارے میں یہ سوچنے کا جواز ہی نہ تھا کہ یہ لوگ انعام و اکرام دینے آرہے ہیں۔ پھر جب کافروں کے اس لشکر کو معلوم ہوگیا کہ ہمارا تجارتی قافلہ بچ کر مکہ پہنچ بھی گیا ہے، اس کے بعد بھی ان

Scanned by CamScanner

کی پیش قدمی مدینہ کی طرف جاری رہی۔ اس نے مسلمانوں کے اس خیال کو اور بھی تقویت پہنچائی کہ قریش کے ارادے خطرناک ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کا اپنے دفاع کی کارروائی کرنا ضروری امر تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجر و انصار کو تیار کرنا: آپ نے تمام مسلمانوں کو بلا کر مشورہ کیا۔ مہاجرین نے رضا مندی کا اظہار کیا۔ آپ نے پھر اعلان کیا تو انصار سمجھے کہ حضور کا روئے سخن ہماری طرف ہے۔ چنانچہ سعد بن معاذ بولے: "ہم ہر حالت میں حضور کے ساتھ ہیں، ہمارے مال و دولت میں جتنا چاہیں لیں اور جو چاہیں دیں۔ جو حکم آپ ہم کو دیں گے ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ اگر حضور عمران کے چشمے تک چلیں گے تو ہم ساتھ ہوں گے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو سمندر میں گھس جانے کو کہیں گے تو وہ بھی کریں گے۔ حضرت مقداد بولے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا تھا: "آپ اور آپ کا رب جا کر لڑے ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم تو حضور کے داہنے بائیں، آگے پیچھے قتال کے لئے حاضر ہیں۔

(زاد المعاد، جلد ۱ صفحہ ۳۴۷)

اجازت جہاد کا حکم: اب تک جہاد کا حکم نہ تھا۔ لیکن اب کئی وجوہات کی بناء پر جہاد کی اجازت مل گئی۔

① مدافعت کرنے والوں کا مظلوم ہونا اور حملہ آوروں کا ظالم ہونا، "موجودہ دَور میں بھی حفاظت خود اختیاری کا قانون رائج ہے۔"

② محض اختلاف عقیدے کی بناء پر ان کے گھر بار چھوڑنے پر رشتہ داروں اور دوستوں کو خیر باد کہنے پر مجبور کیا گیا۔

③ معاہدوں کی پابندی، کیونکہ اگر معاہدوں کی پابندی نہ کی جائے، تو مسجد، کلیسا اور مندر سب ڈھا دیئے جائیں گے۔ ان سب وجوہ کی بناء پر لازم ہوا کہ مسلمان تمام

Scanned by CamScanner

حملہ آوروں کو مدینہ سے دور ہی روکیں۔

غزوۂ بدر

رمضان ۲ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹی سی جماعت کو ساتھ لے کر مدینہ سے نکلے، بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ تمام لشکر میں دو گھوڑے اور ساٹھ اونٹ تھے، کل مہاجر ۶۲ اور انصار ۲۴۰ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ جنگ ملاحظہ فرمایا اور اپنی انگلی رکھ کر بتایا کہ فلاں فلاں کافر فلاں فلاں جگہ مارا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ رمضان کی ۱۷ تاریخ کو جنگ ہوئی، مکہ والوں کو شکست فاش اور مسلمانوں کو فتح مبین ہوئی۔ کافروں کے ستّر سردار مارے گئے اور اتنے ہی قیدی ہوئے۔ ابوجہل کو اسی غزوہ میں عفراء کے دو بیٹوں معاذ اور معوذ نے جو کمسن تھے قتل کر دیا۔ جو سردار دارالندوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش میں تھے، ان میں سے ۱۱ مارے گئے تھے، جو بچ رہے وہ اسلام لائے۔ (بخاری، کتاب المغازی) جو قید ہوئے ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا، کیونکہ اُمید تھی کہ وہ اسلام لائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ جو پڑھے لکھے قیدی تھے، ان کا فدیہ یہ مقرر ہوا کہ وہ انصار کے بچوں کو پڑھائیں۔ غزوہ بدر کا ذکر قرآنِ پاک کی سورۂ آلِ عمران میں تفصیل سے ہے۔

قریش کی تیسری سازش: غزوۂ بدر کے چند روز بعد صفوان بن اُمیہ جس کا باپ بدر میں مارا گیا تھا اور عمیر بن وہب جس کا بیٹا مسلمانوں کے پاس قید ہوا۔ دونوں سنسان مقام پر جمع ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش تیار کی۔ صفوان بولا: اے عمیر! تم ان کو قتل کر دو میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا اور زندگی بھر تمہارے اہل وعیال کے اخراجات برداشت کروں گا۔ عمیر بولا، ٹھیک ہے، یہ راز کسی پر نہ کھلنے پائے۔ عمیر اپنی تلوار کو زہر میں بجھا کر مسجد نبوی کے دروازے پر آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا اور حضور کو اطلاع دی کہ دشمن خدا برے ارادے سے آیا ہے۔ آپ نے فرمایا، میرے پاس آنے دو۔ عمیر جب قریب آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا، کیسے آئے ہو؟ کہنے لگا اپنے بیٹے کی

Scanned by CamScanner

خیریت لینے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ تلوار کیسی ہے؟ کہنے لگا اِن تلواروں نے پہلے ہی ہم کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا سچ کہہ کس ارادے سے آیا ہے؟ جب اس نے سچ نہ بتایا تو آپ نے از خود وہ تمام بات سنادی جو اس کے اور صفوان کے درمیان ہوئی تھی۔ عمیر کہنے لگا کہ آپ آسمان کی خبریں ہم کو دیتے تھے تو ہم جھٹلا دیتے تھے، مگر میں اس کو کیسے جھٹلا سکتا ہوں۔ وہاں تو ہم دو کے علاوہ تیسرا کوئی تھا ہی نہیں۔ اور وہ اسی وقت مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے بیٹے کو آزاد کر دیا۔ عمیر مکہ واپس آئے اور اسلام کی تبلیغ کی جس سے بہت سے لوگ اسلام لائے۔

غزوۂ سویق یا قرقرۃ الکدر: غزوۂ بدر میں شکست کھانے کے بعد ابوسفیان نے نہانے دھونے کی قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک شکست کا بدلہ نہ لے لوں، سب کچھ حرام ہے۔ چنانچہ ۲۰۰ سواروں کو لے کر مکہ سے نکلا، مدینہ سے کچھ فاصلہ پر لشکر کو چھوڑ کر رات کی تاریکی میں مدینے میں داخل ہوا اور سلام بن مشکم یہودی سے ملا، لیکن کچھ معاملے طے نہ ہو سکا تو مسلمانوں کے باغات کو آگ لگا دی اور ایک مسلمان اور اس کے حلیف کو قتل کرتا ہوا واپس ہو گیا۔ جب مسلمانوں کو پتہ چلا تو وہ قرقرۃ الکدر تک اس کے تعاقب میں گئے۔ اسی لئے اس کا نام قرقرۃ الکدر ہوا۔ بھاگتے ہوئے ستوؤں کے تھیلے بھی ابوسفیان کے لشکر سے گر گئے جن کو مسلمانوں نے اُٹھا لیا، اس لئے اس کا نام غزوۂ سویق ہوا۔

غزوۂ اُحد

۳ھ میں پورے ساز و سامان سے قریش پھر مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے روانہ ہوئے۔ پانچ ہزار بہادروں کا لشکر جن میں تین ہزار اونٹ سوار، دوسو گھوڑے سوار اور سات سو زرہ پوش پیادہ تھے۔ مسلمانوں نے مدینہ سے نکل کر قریباً تین کوس کے فاصلے پر اُحد پہاڑ کے قریب مقابلہ کیا، مسلمانوں کے لشکر میں ایک ہزار افراد تھے۔ مگر راستہ میں عبداللہ بن

Scanned by CamScanner

ابی نے دھوکہ دیا اور وہ اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر چلا گیا۔ اب پانچ ہزار کے مقابل صرف سات سو رہ گئے۔ شروع میں تو مسلمانوں کا پلّہ بھاری رہا، مسلمانوں نے کافروں کے ۱۲ علمبرداروں کو مار ڈالا جن میں آٹھ کو تنہا حضرت علی نے قتل کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے درّہ پر تیر اندازوں کو مقرر کر دیا تھا اور ان کو ہدایت دی تھی کہ خواہ ہم کو شکست ہو یا فتح، مگر آپ لوگ اس درہ سے نہ ہٹیں۔ جب کافروں کو واضح شکست ہوگئی تو یہ جماعت اس خیال سے کہ اب کام تمام ہو چکا ہے، درہ سے اُتر آئی۔ اس درہ کا خالی ہونا تھا کہ کافروں نے اسی راستہ سے مسلمانوں پر پیچھے سے بھرپور حملہ کر دیا جس کو مسلمانوں کا لشکر برداشت نہ کر سکا۔ سخت افراتفری مچ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ۱۲ صحابی رہ گئے۔ ابوبکر، عمر، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن وقاص، طلحہ بن عبداللہ، زبیر بن عوام، ابوعبیدہ ابن جراحؓ وغیرہ رضی اللہ عنہم۔ ابن قمیہ کے پتھر سے حضور کی پیشانی، ابن ہشام کے پتھر سے بازو زخمی ہوئے اور عتبہ کے پتھر سے اگلے دندان مبارک شہید ہوئے۔ خبر اُڑ گئی کہ حضور شہید ہو گئے۔ اس سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے۔

جنگ میں عورتوں کی خدمات: جب یہ خبر مدینہ پہنچی تو عورتیں دَوڑ کر آئیں۔ حضرت فاطمہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم دھوئے، پیشانی کا خون تھمتا نہ تھا، اس میں چٹائی جلا کر لگائی۔ علی مرتضیٰ ڈھال میں پانی بھر کر لائے، حضرت عائشہ اور اُم سلیم مشکیزے بھر کر لائیں اور زخمیوں کو پانی پلایا۔ (ابن ہشام، جلد ۲، صفحہ ۱۲۳)

میدانِ جنگ میں ۷۰ صحابہ شہید ہوئے۔ مبلغ اسلام مصعب بن عمیر شہید ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ بھی شہید ہوئے۔

قریش کا پانچواں حملہ: ۴ھ میں قریش نے عضل اور قارہ کے سات شخصوں کو مدینہ بھیجا کہ ہمارے ساتھ کچھ مبلغ کر دیئے جائیں تا کہ وہ ہمیں تبلیغ اسلام کریں (حالانکہ یہ دھوکہ تھا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں دس صحابہ کو

Scanned by CamScanner

ان کے ساتھ کر دیا۔ راستہ میں دوسو کافروں نے ان کو گھیر لیا، تا کہ زندہ گرفتار کر لیں، مگر آٹھ تو مقابلہ کر کے شہید ہو گئے۔ تین کو گرفتار کر لیا۔ بعد میں ان کو نہایت ظالمانہ طریقوں سے شہید کر دیا۔ ان میں سے ایک کا مختصر حال یہ ہے:

حضرت خبیب کی محبت رسول: جب انہیں شہید کرنے سولی کے پاس لے جایا گیا تو ایک شخص نے کہا، "اے خبیب! اگر تم کو چھوڑ دیا جائے اور بجائے تمہارے، تمہارے صاحب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا جائے تو کیا تم خوش ہو گے؟ اس عاشق رسول نے جواب دیا، "خدا گواہ ہے، میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جانے کے بدلے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے۔

قریش کا چھٹا حملہ: اسی طرح ابو براء عامر نے بھی زبردست دھوکہ دیا اس نے کہا، کچھ معلم نجد میں تبلیغ کے لئے بھیج دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن عمرو انصاری کو ستر صحابہ کے ساتھ روانہ کر دیا۔ یہ سب حافظ قاری اور دین کا علم رکھنے والے تھے۔ جب یہ "بیئر معونہ" پر پہنچے تو کافروں نے دھوکہ سے ان سب کو شہید کر دیا، صرف کعب بن زید بچ رہے، جو چھپ گئے تھے۔ انھوں نے اس واقعہ کی اطلاع دی۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی)

فتح مکہ

۸ھ میں مسلمانوں نے مکہ پر فوج کشی کی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ۶ھ میں صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں نے جو معاہدہ مشرکوں سے کیا تھا، اس میں یہ دفعہ بھی تھی کہ دس سال تک جنگ نہ ہوگی۔ نیز یہ کہ جو قبائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ملنا چاہیں وہ ادھر مل جائیں اور جو قریش سے ملنا چاہیں وہ ان سے مل جائیں۔ چنانچہ بنوخزاعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بنوبکر نے قریش کی مدد سے بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا اور ان کو ظالمانہ طریقہ سے مارا کہ خانہ کعبہ بھی نہ چھوڑا۔ وہ کہتے تھے: "اپنے خدا کے واسطے ہمیں چھوڑ دو۔" تو مشرک جواب

Scanned by CamScanner

مدنی بک ڈپو

میں کہتے: "آج کوئی خدا نہیں ہے۔"

(زادالمعاد، جلد ا، صفحہ ۳۶۰)

ان میں سے ۴۰ آدمی جان بچا کر مدینہ آ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ کی داستان سنائی اور مدد کی درخواست کی، آپ کو معاہدہ کی رُو سے ان کی مدد کرنا لازم تھا۔ چنانچہ آپ دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مکہ پہنچ کر لشکر مکہ کے باہر خیمہ زن ہوا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لشکر کو جو ہدایات دیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام امن کا پیامبر ہے۔ حتیٰ کہ حالتِ جنگ میں بھی امن ملحوظ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

① جو ہتھیار پھینک دے اُسے قتل نہ کیا جائے۔

② جو خانہ کعبہ میں پناہ لے اس کو قتل نہ کیا جائے۔

③ جو حکیم بن حزام کے گھر پناہ لے اس کو قتل نہ کیا جائے۔

④ بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔

⑤ زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔

⑥ قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔

پھر آپ کی فوج شہر میں داخل ہوگئی۔ صرف خالد بن ولید کے دستہ سے کافروں نے کچھ مقابلہ کیا، پھر بھاگ گئے۔ باقی تمام فوج بلا مزاحمت مکہ میں داخل ہوگئی، دو مسلمان شہید ہوگئے اور ۲۸ کافر قتل ہوئے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے آبائی شہر سے جس بے سروسامانی کے عالم میں ہجرت پر مجبور کیا گیا تھا، اسی شہر میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بحیثیت فاتح ۲۰ ررمضان المبارک کو داخل ہوئے، مگر اس شان سے کہ اپنی اونٹنی پر سر جھکائے بیٹھے تھے اور سورۂ فتح کی آیات تلاوت فرما رہے تھے۔ جب خانہ کعبہ میں پہنچے تو وہاں ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے۔ آپ اپنی کمان کی لکڑی سے ایک ایک بُت توڑتے جاتے اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے جاتے:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ (بنی اسرائیل:۸۱)

Scanned by CamScanner

"حق آ گیا اور باطل رخصت ہو گیا۔ بیشک باطل تو ہے ہی زائل ہونے والی چیز۔"

پھر نمازِ شکرانہ ادا کر کے باہر تشریف لائے تو وہاں سردارانِ مکہ جمع تھے۔ جو بہت سے مظلوم مسلمانوں کے قاتل تھے، سیکڑوں کو بے گھر کرنے کے مجرم تھے۔ شام، نجد اور یمن تک مسلمانوں کا پیچھے کرنے والے تھے اور تو اور نبی کے چچا کو شہید کرنے والے تھے، اب سب منتظر تھے کہ انہیں کس انداز سے سزائیں دی جائیں گی۔ اتنے میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تقریر فرمائی:

فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر: اے قریش کی جماعت! خدا نے تمہاری جاہلانہ نخوت اور آباؤ اجداد پر غرور کو ختم کر دیا ہے۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: "اے لوگو! بیشک ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور تمہیں خاندان اور قبیلوں میں صرف اسلئے تقسیم کیا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بیشک تم میں سب سے زیادہ باعزت، خدا کے نزدیک تم میں کا سب سے زیادہ متقی ہے، جاؤ تم سب آزاد ہو۔ آج تم میں سے کسی پر کچھ گرفت نہ ہوگی۔" (طبری)

اسلام لانے والوں سے بیعت: آپ نے نے مسلمان مردوں اور عورتوں سے مندرجہ ذیل اُمور پر بیعت لی۔

① میں خدا کے ساتھ کسی کو بھی اس کی ذات میں، صفات میں اور عبادت و استعانت کے استحقاق میں شریک نہ کروں گا۔

② میں چوری، زنا اور خونِ ناحق نہ کروں گا۔ لڑکیوں کو جان سے نہ ماروں گا۔ کسی پر بہتان نہ لگاؤں گا۔

③ میں حق باتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اپنے وقت کے مطابق کروں گا۔ عورتوں سے یہ چند باتیں بھی کہی جاتی تھیں۔

Scanned by CamScanner

(۴) کسی کے سوگ میں منہ نہ نوچیں گی۔ گریبان چاک نہ کریں گی۔ سیاہ کپڑے نہ پہنیں گی اور نہ قبروں پر سوگوار بیٹھیں گی۔

آپ نے چار مردوں اور دو عورتوں کا خون حلال کیا: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اعلان کر دیا تھا کہ یہ چار مرد جہاں بھی ملیں قتل کر دیئے جائیں۔ (۱) ابن خطل، (۲) عکرمہ بن ابی جہل، (۳) جبار بن اسود اور (۴) عبداللہ بن ابی سرح۔ آخری تین کو معاف کر دیا گیا، صرف پہلا شخص قتل کیا گیا۔ دو عورتوں میں سے ایک کو بطورِ قصاص قتل کر دیا گیا اور دوسری ہندہ ابوسفیان کی بیوی کو معاف کر دیا۔

اخلاقِ محمدی: ان لوگوں کے علاوہ آپ نے اپنے چچا کے قاتل وحشی کو معاف کر دیا۔ پھر مفتوح قوم کے ساز و سامان یا مکانوں پر قبضہ نہ کیا، یہاں تک کہ بعض مسلمانوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہجرت کے وقت جو کچھ ہم چھوڑ کر گئے تھے کم از کم وہی واپس دلا دیا جائے، آپ نے فرمایا: جن چیزوں کو تم راہِ خدا میں چھوڑ چکے ہو، ان کی واپسی کا مطالبہ کیوں کرتے ہو۔

فتح مکہ کے نتائج: یہ معمولی بات نہ تھی کہ جس شہر سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو بے سروسامانی کے ساتھ نکلنے پر مجبور کیا گیا تھا، اسی شہر میں بحیثیت فاتح آپ داخل ہو گئے۔ یہ آپ کی صداقت کا واضح نشان تھا، لہٰذا لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے۔ کچھ لوگ قریش سے معاہدوں کی بناء پر اسلام سے رُکے ہوئے تھے، اب یہ عذر ختم ہو گیا تھا، پھر مسلمان مبلغین کو تبلیغ اسلام میں آسانیاں ملنے لگیں۔

جنگ حنین: مکہ فتح ہو جانے سے ہوازن اور ثقیف کے قبیلوں نے جن کی حد مکہ سے ملتی تھی، سوچا کہ اگر ہم مسلمانوں کو شکست دے دیں تو وہ تمام جاگیریں اور باغات جو طائف میں ہیں، ہمارے ہو جائیں گے۔ اور مسلمانوں سے بت شکنی کا انتقام لیں گے۔ انہوں نے کچھ دوسرے قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور چار ہزار کا لشکر لے کر حنین کی وادی

Scanned by CamScanner

میں اُترے۔ وہ اپنی عورتوں، بچوں اور ساز وسامان کو بھی ساتھ لے آئے تھے۔ تاکہ کوئی میدان چھوڑ کر بھاگنے نہ پائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنا لشکر لے کر آگے بڑھے، اس فوج میں نَو مسلم اور بت پرست معاہدہ کرنے والے بھی تھے۔ اس طرح بارہ ہزار کا لشکر ہوا۔ بعض مسلمانوں کو اپنی تعداد پر غرور ہو گیا۔ دشمن نے ایک تاریک درّہ میں ماہر تیر انداز بٹھا دیئے۔ جب لشکر اسلام کا اگلا حصہ اس کے پاس سے گزرا تو ان لوگوں نے زبردست تیر اندازی کی۔ لوگوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ صرف سو صحابی میدان میں رہ گئے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی میدان نہ چھوڑا اور بہادری سے ڈٹے رہے، آپ فرماتے ہیں:

انا النبی لا کذب انا ابنِ عبد المطّلب

میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں، میں عبدالمطّلب کا بیٹا ہوں

حضرت عباسؓ نے لوگوں کو پکارنا شروع کیا۔ مسلمان غول کے غول واپس آئے اور فوج کی ترتیب دوبارہ کی گئی۔ اب دشمن بھاگ کھڑا ہوا۔ ان کا سردار مالک بن عوف جنگی مردوں کو لے کر طائف کے قلعہ میں جا ٹھہرا۔ مال، عورتیں اور بچوں والا گروہ اوطاس کی گھاٹیوں میں چھپ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے قلعہ کے محاصرہ کا حکم دیا۔ اوطاس کی طرف ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر دشمنوں کے مال و دولت اور اہل وعیال پر قبضہ کر لیا۔ اس موقعہ پر ۲۴ ہزار اونٹ، ۴۰ ہزار بکریاں چھ ہزار عورتیں اور بچے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

شانِ سخاوت: ابھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) میدانِ جنگ ہی میں تھے کہ قبیلہ ہوازن کے سردار آئے، اور قیدیوں اور مال کی واپسی کی درخواست پیش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعبدالمطّلب کے قیدیوں کو بلا معاوضہ آزاد کر دیا، البتہ بنوسلیم اور فزارہ نے بلا معاوضہ قیدی آزاد کرنے سے انکار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہر قیدی کی طرف

Scanned by CamScanner

سے چھ اونٹ فدیہ ادا کر کے انہیں اس طرح آزاد کیا کہ آپ نے پاس سے لباس بھی عطا کیا۔ کیا ایسی کوئی مثال دنیا میں مل سکتی ہے؟ انہیں قیدیوں میں حلیمہ سعدیہ کی بیٹی شیماء بھی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب انہیں پہچانا تو اُن کی تعظیم کے لئے اپنی نشست چھوڑ دی اور چادر بچھا دی۔ پھر انعام واکرام کے ساتھ ان کو ان کی قوم میں واپس کیا۔

یہودیوں سے مقابلہ

بنوقینقاع کا شہر بدر کرنا: یہودی بھی اسلام کے بُت پرستوں سے کچھ کم دشمن نہ تھے، اگر چہ وہ مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کر چکے تھے، مگر ڈیڑھ سال بعد ہی سے عہد شکنی شروع کر دی۔ ایک مسلمان عورت بنوقینقاع کے محلہ میں دودھ بیچنے گئی، اس کو یہودیوں نے شرارت سے برسر بازار ننگا کر دیا۔ ایک مسلمان کو غصہ آ گیا، اس نے ایک یہودی کو قتل کر دیا، اس پر یہودیوں نے اس مسلمان کو قتل کر ڈالا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کو اس معاملہ پر گفتگو کے لئے بلایا تو انھوں نے معاہدہ کا کاغذ واپس کر دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ اس لئے ان کو یہ سزا دی گئی کہ تمام یہودی مدینہ چھوڑ دیں اور خیبر میں جا کر آباد ہو جائیں۔

بنونضیر کا شہر بدر کرنا: اب قریش نے بنونضیر کے یہودیوں کو لکھا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ جنگ کرو ورنہ ہم تمہارا برا حشر کر دیں گے۔ بنونضیر نے عہد شکنی کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دھوکہ کا ارادہ کر لیا۔ ۴ھ کا ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنونضیر کے محلہ میں گئے، انھوں نے آپ کو دیوار کے نیچے بٹھا دیا تا کہ ابن حجاش اوپر جا کر ایک بھاری پتھر آپ گرا دے، اور آپ کو شہید کر دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے معلوم ہو گیا اور آپ بچ گئے۔ اس کی سزا بنونضیر کو یہ دی گئی کہ مدینہ چھوڑ کر خیبر میں جا کر رہیں۔ چنانچہ وہ بھی خیبر چلے گئے۔

Scanned by CamScanner

غزوۂ خندق: اب خیبر کے یہودی، بُت پرستوں اور اسلام دشمنوں کے ہمراہ دس ہزار کا لشکر لے کر ۵ھ میں مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ قرآن میں اس جنگ کا نام "احزاب" ہے۔ مسلمانوں نے جب اتنا بڑا لشکر دیکھا تو مدینہ کے گرد چالیس گز کی خندق بھی کھود لیں۔ دس آدمی مل کر ایک خندق کھودتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس کام میں شریک تھے۔ دس ہزار کے لشکر نے بیس دن تک مدینہ کا محاصرہ کیا، مگر عام جنگ نہ ہوئی۔ البتہ اکا دکّا مقابلہ ہوا۔ عمرو بن عبدود جو اپنے آپ کو ایک ہزار جوانوں کے برابر سمجھتا تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہودیوں نے نوفل کی لاش لینے کے لئے مسلمانوں کو دس ہزار درہم پیش کئے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا معاوضہ لاش دے دی۔ یہودی تھک ہار کر واپس چلے گئے۔

بنو قریظہ کا قتل: بنو قریظہ نے بدر کے موقع پر کافروں کی مدد کی تھی مگر آپ نے زراہِ کرم اس غداری کو معاف کر دیا۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے غداری کی، حضور صلی اللہ علیہ سلم نے جب ان معاملہ کی صفائی کے لئے بلایا تو وہ آنے کے بجائے قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے ۲۵ دن تک ان کا محاصرہ کیا، پھر انہوں نے خود ہی کہا کہ ہم سعد کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ حضرت سعد نے فیصلہ دیا:

① بنو قریظہ کے جنگجو مرد قتل کئے جائیں۔ چنانچہ چھ سو اشخاص قتل ہوئے جن میں حیی بن احطب بھی تھا۔

② عورتیں اور بچے غلام بنائے جائیں۔

③ مال غنیمت کے طور پر تقسیم کئے جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہودی سعد کے بجائے اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ مان لیتے تو ان کو زائد سے زائد یہ سزا ملتی کہ مدینہ چھوڑ کر خیبر میں جا کر آباد ہو جائیں۔

Scanned by CamScanner

عیسائیوں سے مقابلہ

عیسائیوں کا برتاؤ عام طور سے مسلمانوں کے ساتھ اچھا رہا، اس لئے صرف ایک عیسائی سردار کے ساتھ جنگ ہوئی۔

جنگ موتہ ۸ھ: جمادی الاولی ۸ھ میں شام کے ایک قصبہ موتہ میں شرجیل (عیسائی) نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سفیر حارث بن عمیر کو قتل کر دیا۔ (تاریخ طبری، صفحہ ۵۷، ۵۸)
سفیر کو قتل کرنا بدترین جرم تھا، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً تین ہزار کا لشکر حاکم غسان سے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ دشمنوں کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ مسلمانوں کے کمانڈر، زید بن حارثہ تھے، وہ اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ کی قیادت سنبھالی اور اپنے سے چالیس گنا زائد فوج کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس جنگ میں نو تلواریں حضرت خالد کے ہاتھ سے چلاتے چلاتے ٹوٹیں۔

(صحیح بخاری، باب غزوۂ تبوک)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ میں بیٹھے ہوئے زید، جعفر طیار اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کی اطلاع دے دی۔ اسی جنگ کے بعد حضرت خالد کو سیف اللہ کا لقب ملا تھا۔

سفرِ تبوک ۵ھ: شام سے ایک قافلہ نے آ کر اطلاع دی کہ روم کے بادشاہ قیصر کی فوجیں مدینہ پر حملہ کرنے والی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مناسب سمجھا کہ اس لشکر کا مقابلہ مدینہ سے باہر ہی کر لینا چاہیے۔ یہ مقابلہ ایک ایسے لشکر سے جو نصف دنیا پر حکمراں تھا اور ایران کی سلطنت کو مغلوب کر چکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ سواریوں کی قلّت کی یہ عالم تھا کہ ۱۸ / جوانوں کے لئے ایک اونٹ تھا، کئی جگہ درختوں کے پتّے کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔ اس بے مثال تنگی اور تکلیف کو برداشت کرتے ہوئے اسلام کے یہ پاسبانِ تبوک کے مقام پر پہنچ گئے۔ یہاں آپ نے ایک ماہ قیام کیا،

Scanned by CamScanner

جب عیسائیوں نے مسلمانوں کی اس بہادری دیکھا کو طے کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں مسلمانوں سے جنگ کرنا درست نہیں، ان کے بعد دیکھا جائے گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت مدینہ واپس آ گئے۔

مختلف ممالک کے فرمانرواؤں کو دعوت اسلام: ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ قیامت تک کے لئے تمام دنیا کے رسول ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ط

''آپ فرما دیجیے اے لوگو! بلاشبہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی آخری خطبہ ارشاد فرمایا تھا کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں، میرا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیں جو موجود نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے مختلف ممالک کے حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دی۔ ۷ھ کے ماہِ محرم میں آپ نے دعوت نامے جاری کئے، جن لوگوں کو دعوت نامے جاری کئے گئے تھے، ان کے نام یہ ہیں:

١. اصحم بادشاہ حبش جس کا لقب نجاشی تھا۔ اُن کے پاس عمرو بن اُمیہ ضمری گئے۔ اس خط کے نتیجہ میں نجاشی مسلمان ہو گیا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے ادب سے جواب بھیجا۔

٢. منذر بن سادی شاہ بحرین تھا۔ شہنشاہ فارس کا خراجِ گزار تھا، علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ، اس کے پاس گئے تھے۔ یہ بھی مسلمان ہو گیا اور اس کی اکثر رعایا بھی اسلام لے آئی۔

٣. جیفر اور عبد کے نام عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ خط لے کر گئے۔ یہ دونوں جلندی بادشاہ عمان کے بیٹے تھے۔ یہ دونوں اور ان کی رعایا کا اکثر حصہ مسلمان ہو گیا۔

(زاد المعاد، صفحہ ۵۲۲)

Scanned by CamScanner

۴ منذر بن حارث بن ابی شمر دمشق کا حاکم تھا، اور شام کا گورنر تھا، اس کے پاس شجاع بن وہب الاسدی گئے، یہ پہلے تو خط کو پڑھ کر بہت بگڑا، مگر بعد میں سفیر کو اعزاز کے ساتھ واپس کر دیا اور اسلام نہ آیا۔

۵ ہوذہ بن علی، یمامہ کا حاکم تھا اور عیسائی تھا، اس کے پاس سلیط بن عمرو آئے اس نے جواب دیا کہ اگر اسلام لانے پر میری آدھی حکومت تسلیم کر لی جائے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا، پھر مسلمان نہ ہوا اور چند دن بعد مر گیا۔

۶ جریج، اس کا لقب مقوس تھا، شاہ اسکندریہ و مصر تھا، یہ عیسائی تھا، اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ گئے۔ یہ اسلام نہ لایا مگر سفیر کو تحفے تحائف دے کر روانہ کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو ہاتھی دانت کی ڈبیہ میں بند کر کے خزانہ میں رکھوا دیا۔

۷ ہرقل قسطنطنیہ کا بادشاہ، دحیہ بن کلبی رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے تھے۔ یہ مسلمان تو نہیں ہوا، مگر اس نے سفیر کو بڑے اعزاز سے واپس بھیجا اور کہا ”کاش میں ان کی خدمت میں پہنچ سکتا اور نبی کے پاؤں دھویا کرتا۔“ لیکن انجام کار مسلمان نہیں ہوا۔

۸ خسرو پرویز جس کا لقب کسریٰ آدھی مشرقی دنیا کا مالک تھا۔ زردشتی مذہب کا پیرو تھا اس کے پاس عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے، اس نے غصہ میں آ کر آپ کا خط پھاڑ ڈالا۔ اور ایک لشکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے روانہ کیا۔ ان میں کا ایک افسر مدینہ پہنچا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا ارادہ ظاہر کیا، آپ نے کہلوا دیا کہ کل آئے۔ جب کل آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ تمہارے بادشاہ کو خدا نے ہلاک کر دیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ واقعی اُسی دن بادشاہ کے بیٹے ”شیرویہ“ نے باپ کو قتل کر دیا تھا اور خود بادشاہ بن گیا۔

چند بااقتدار لوگوں کا اسلام لانا: (۱) ثمامہ نجد کا حکمران ۶ ھ میں مسلمان ہوا۔

Scanned by CamScanner

(۲) غسان کا بادشاہ ۷ھ میں اسلام لایا۔
(۳) فردہ بن عمرو خزاعی شام کا گورنر۔
(۴) اُکیدر، دومۃ الجندل کا حکمراں ۹ھ میں مسلمان ہوا۔
(۵) ذی الکلاع حمیری۔ یمن و طائف کے بعض اضلاع کا حاکم نے مسلمان ہوکر زاہدانہ زندگی بسر کی۔

وفود کی آمد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دور دراز سے لوگ طلب ہدایت کے لئے وفود کی شکل میں آتے اور ایمان کی دولت لازوال لے کر واپس جاتے۔ چند وفود کا ذکر درج ذیل ہے:

وفود وس: طفیل بن عمرو دوسی کے اسلام کا واقعہ گزر چکا، جب یہ اپنے وطن پہنچے تو صرف چند لوگ ایمان لائے۔ چنانچہ دوبارہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ میری قوم ایمان نہیں لائی کیونکہ ان میں زنا کی کثرت ہے، آپ دُعا فرمادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی: "اَللّٰھُمَّ اھْدِ دوسًا" اے اللہ! دوسی کو ہدایت دے۔ اب جب واپس گئے تو بہت لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

وفد صداء ۸ھ: ۸ھ زیاد بن حارث صدائی اپنی قوم کے پندرہ سرداروں کے ہمراہ آئے اور مشرف بہ اسلام ہوکر اپنی قوم میں واپس ہوئے۔ وہاں اسلام کو پھیلایا۔

وفد ثقیف ۹ھ: سب سے پہلے عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوکر اپنی قوم میں تبلیغ کرنے لگے، پھر ان کے شہید ہونے کے بعد دوسرا وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چند دن میں مشرف بہ اسلام ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کی سرکردگی میں ثقیف کی ایک جماعت

Scanned by CamScanner

بھیجی تا کہ ''لات'' نامی بت کو توڑ دے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بُت توڑ دیا اور مندر کی بنیادیں تک اُکھاڑ پھینکیں۔

وفد عبدالقیس: یہ ربیعہ کی اولاد سے تھے۔ اسلام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی تعلیمات سیکھیں۔

وفد بنو حنفیہ: بنو حنفیہ میں ثمامہ بن آثال کی کوششوں سے اسلام پھیلا تھا۔ یہ وفد مدینہ آکر مسلمان ہو گیا۔ اسی وفد میں مسیلمہ کذاب بھی تھا۔ اس نے مدینہ میں آکر لوگوں سے یہ کہنا شروع کیا کہ اگر محمد صاحب یہ اقرار کریں کہ مجھے اپنا جانشین بنائیں گے تو میں ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، آپ نے اُس کے دو حصے کئے اور ایک حصہ لے کر فرمایا کہ اگر وہ اس آدھی لکڑی پر بھی بیعت کرنا چاہے تو میں منظور نہ کروں گا۔ اور وہ مجھ سے بیعت نہ کرے گا تو تباہ ہوگا۔ اس کا انجام مجھے دکھا دیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس بدنصیب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے اور اس کی قوم سے جہاد کیا اور وحشی (جو اَب اسلام لا چکے تھے) نے اس مدعی نبوت کو قتل کر دیا پھر کہا میں نے حالت کفر میں بہترین انسان (حمزہ) کو قتل کیا اور اسلام کی حالت میں بدترین (مسیلمہ) انسان کو قتل کیا۔ مجھے اُمید ہے کہ اللہ میرے اس گناہ کو اس نیکی کے بدلہ معاف فرما دے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں، آپ کے بعد اَب کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

وفد طئی: یہ وفد زید الخیل کی سربراہی میں آیا اور کچھ گفتگو کے بعد مسلمان ہو گیا۔

وفد اشعریین: یہ لوگ یمن سے آئے تھے، مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا، ایمان یمنیوں کا ہے، حکمت یمنیوں کی ہے۔

وفد آزاد: یہ سات شخصوں پر مشتمل تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وضع قطع کو پسند فرمایا اور دریافت کیا تم کون ہو؟ وہ بولے ہم مومن ہیں۔ آپ نے فرمایا: تمہارے

Scanned by CamScanner

ایمان کی کیا حقیقت ہے۔ وہ بولے ہم پندرہ چیزوں پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ ہمیں آپ کے مبلغین کے ذریعہ معلوم ہوئی تھیں۔ (۱) خدا پر ایمان، (۲) پانچ وقت کی نماز ادا کرنا، (۳) زکوٰۃ دینا، (۴) رمضان کے روزے رکھنا، (۵) اگر استطاعت ہوتو حج بیت اللہ کرنا۔ پانچ باتیں جو پہلے سے معلوم ہیں، یہ ہیں: (۱) آسودگی کے وقت شکر کرنا، (۲) مصیبت کے وقت صبر کرنا، (۳) قضائے الٰہی پر رضامند ہونا، (۴) امتحان کے مقام پر سچائی پر قائم رہنا، (۵) دشمنوں کو خوش نہ کرنا۔ آپ نے فرمایا: تم کو جن لوگوں نے ان چیزوں کی تعلیم دی تھی، معوم ہوتا ہے کہ وہ انبیاء تھے۔ پانچ مزید یہ ہیں: (۱) فرشتوں پر، (۲) اللہ کی کتابوں پر، (۳) اللہ کے رسولوں پر، (۴) مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر ایمان رکھنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پانچ چیزیں اور بتا دیں وہ یہ ہیں: (۱) وہ چیز جمع نہ کرو جس کو کھانا نہ ہو۔ (۲) وہ مکان نہ بناؤ جس میں رہنا نہ ہو، (۳) ایسی باتوں میں مقابلہ نہ کرو جنہیں کل چھوڑنا ہو، (۴) خدا کا تقویٰ رکھو جس کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۵) ان چیزوں کی رغبت رکھو جو آخرت میں تمہارے کام آئیں گی۔

فردہ بن عمرو کا وفد: عرب کا جتنا شمالی حصہ سلطنت قسطنطنیہ کے قبضہ میں تھا، اس کا فرمانروا فردہ تھا، جب حضور کا دعوت نامہ پہنچا تو یہ مشرف بہ اسلام ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ سفید رنگ کا قیمتی خچر بھیجا۔ جب بادشاہ قسطنطنیہ کو اس کے اسلام لانے کی اطلاع لی تو اس نے اس کو دارالحکومت میں واپس بلا لیا اور عفراء نامی تالاب پر اس کو پھانسی دے دی۔ اس نے اسلام کی تعریف میں شعر پڑھتے ہوئے جان دے دی۔

وفد ہمدان: یہ قبیلہ ہمدان میں آباد تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کے لئے خالد بن ولید کو بھیجا، پھر ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ آپ کی تبلیغ سے ایک دن میں تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ وفد میں وہی لوگ آئے تھے جو حضرت علی کے ہاتھ پر اسلام

لائے تھے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے آئے تھے۔

وفد نجیب: قبیلہ نجیب کے تیرہ شخص حاضر ہوئے، یہ لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے آئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں نے چند مسائل معلوم کئے، آپ نے ان کو وہ مسائل لکھوا کر دے دیئے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حدیثیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں لکھی گئی تھیں۔

وفد بنی سعد ندیم: یہ قبیلہ قضاعہ کی ایک شاخ تھا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیعت کے بعد جب یہ واپس ہوا تو تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

وفد بنی سعد: یہ لوگ بھی آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جانوروں کی بولیوں اور شگوفوں وغیرہ سے فال لینے کی ممانعت کی۔

وفد بہراء: یہ لوگ مدینہ آئے اور حضرت مقداد کے گھر کے سامنے اونٹ بٹھائے۔ آپ نے ان کو خوش آمدید کہا اور ان کی حلوہ سے ضیافت کی۔ اس کھانے میں سے آپ نے کچھ حضور کی خدمت میں بھیج دیا، آپ نے وہ برتن واپس کیا، اب مقداد دونوں وقت وہی پیالہ مہمانوں کے آگے رکھ دیتے، وہ خوب کھاتے مگر کھانا کم نہ ہوتا۔ ان لوگوں کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اتنا عمدہ کھانا دونوں وقت کیسے مل رہا ہے۔ مقداد سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت ہے۔ یہ سن کر سب نے کہا، بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ لوگ کچھ دن مدینہ میں ٹھہرے قرآن اور اسلام کے احکام سیکھے، پھر واپس ہو گئے۔

وفد عذرہ: صفر ۹ھ میں یہ وفد ۱۹/افراد پر مشتمل آیا، مشرف بہ اسلام ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو بشارت سنائی کہ شام عنقریب فتح ہو جائے گا، ہرقل ان کے علاقہ سے بھاگ جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

وفد خولان: اس قبیلہ کے لوگوں نے آ کر عرض کی، ہم اپنی قوم کی طرف سے آپ

Scanned by CamScanner

کی خدمت میں آئے ہیں۔ خدا اور رسول پر ہمارا ایمان ہے، ہم آپ کی خدمت میں لمبا سفر طے کر کے آئے ہیں، ہم اقرار کرتے ہیں کہ خدا اور رسول کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے، یہاں محض زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مدینہ آ کر میری زیارت کی، وہ قیامت کے دن میرا ہمسایہ ہوگا۔'' (اب روضۂ انور کی زیارت کا بھی یہی حکم ہے) حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو نصیحت کی: ① عہد کو پورا کرنا، ② امانت ادا کرنا، ③ ہمسایوں سے اچھا برتاؤ کرنا، ④ کسی پر بھی ظلم نہ کرنا۔

وفد محارب: یہ دس شخص تھے جو اپنی قوم کے وکیل ہو کر ۱۰ھ میں آئے تھے، ان میں سے ایک شخص کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غور سے دیکھا اور فرمایا کہ میں نے تم کو پہلے کہیں دیکھا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، بازار عکاظہ میں آپ نے مجھ سے گفتگو کی تھی اور میں نے گستاخانہ جواب دیا اَب میں معافی چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام پچھلے تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

وفد غسان: ۱۰ھ میں غسان کے تین شخصوں کا وفد آپ کی خدمت میں آیا، اور مشرف بہ اسلام ہو کر آپ کی خدمت کرتے رہے، دو کا انتقال ہو گیا اور ایک صاحب اس وقت تک موجود تھے، جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے شام کو فتح کیا ہے۔

وفد بنو حارث: یہ وفد شوال ۱۰ھ میں آیا، ان کے علاقہ میں حضرت خالد تبلیغ کے لئے تشریف گئے تھے۔

وفد بنو عیش: یہ وفد آپ کی وفات سے چار ماہ قبل آیا، یہ نجران کے باشندوں پر مشتمل تھا۔

وفد غائد کا بیان: یہ وفد ۱۰ھ میں آیا اس میں دس افراد تھے، جب مشرف بہ اسلام ہو کر جانے لگے تو آپ نے ابی بن کعب کو اسلام کی تعلیمات سکھانے کے لئے ساتھ کر دیا اور کچھ احکامِ اسلام ایک کاغذ پر لکھوا کر دیئے۔

Scanned by CamScanner

مدنی بک ڈپو

وفد بنو فزارہ: یہ لوگ مسلمان ہو چکے تھے، ان کی سواری میں کمزور اونٹ تھے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے ان کی بستیوں کا حال معلوم کیا، وہ بولے یا رسول اللہ! ہمارے یہاں قحط ہے، آپ دُعا فرما دیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی۔

وفد سلامان: یہ سترہ شخص تھے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے۔ انھوں نے دریافت کیا، سب سے بہتر عمل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا، اس وفد نے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارش کے لئے دُعا کرائی۔ جب وطن پہنچے تو پتہ چلا کہ ٹھیک اُسی دن بارش ہوئی تھی، جس دن آپ نے دُعا کی تھی۔

وفد نجران: یہاں کے لوگ عیسائی تھے، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام ان کو پہنچی تو سب لوگوں نے مشورہ کر کے شرجیل اور عبداللہ اور جبار کو مدینہ روانہ کیا۔ یہ لوگ چند روز مدینہ ٹھہرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ سے گفتگو کی۔ اسی وقت مباہلہ کی آیت (سورہ) آل عمران میں نازل ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دعوتِ مباہلہ دی مگر وہ لوگ ڈر گئے اور حضور سے عرض کرنے لگے: آپ جو ٹیکس چاہیں وصول کر لیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر جزیہ مقرر کر دیا، اور ایک معاہدہ لکھ دیا، اس معاہدہ کے مندرجہ ذیل جملوں سے اسلام کی رواداری کا پتہ چلتا ہے۔

نجران والوں کو خدا اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت حاصل ہوگی، جان اور مذہب اور زمین اور جائیداد کے متعلق ان سب کو جو حاضر و غائب ہیں، صاحب قبیلہ ہیں یا اتباع کرنے والے ہیں، ان کے حقوق میں اور حاجت میں کوئی تغیر نہ کیا جائے گا اور جو کچھ یا زیادہ ان کے قبضہ میں ہے، اسے نہ بدلا جائے گا۔ پچھلے زمانے کے شبہات یا قتل کے مقدمات ان پر چلائے جائیں۔ نہ وہ بے کار میں پکڑے جائیں گے نہ ان کے علاقہ سے فوج گزرے گی۔ جب یہ لوگ واپس نجران پہنچے اور واقعات بیان کئے تو وہاں کے بڑے پادری کا چچازاد بھائی بشیر بن معاویہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر مشرف

Scanned by CamScanner

بہ اسلام ہوا اور جامِ شہادت نوش کیا۔ وہاں کے ایک اور راہب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چادر، ایک عصا اور ایک پیالہ پیش کیا۔ وہ چادر خلفاء عباسیہ کے عہد میں ان کے پاس بطور تبرک رہی، راہب مشرف بہ اسلام اور اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر نجران واپس چلا گیا اور وہاں اسلام کی تبلیغ کی۔

نجران کا دوسرا وفد: اس وفد کے کچھ ہی عرصہ بعد ایک راہب جو گرجا کا امام تھا، اور اپنی قوم میں صاحبِ کرامات بزرگ سمجھا جاتا تھا، اس کے ساتھ ایہم اور عبدالمسیح گورنر اور ۲۴ دوسرے سردار تھے۔ کل ساٹھ سرداروں کا وفد آپ کے پاس آیا۔ محمد بن سہیل کا بیان ہے کہ آل عمران کی ابتدائی آیت سے ۸۰/آیات تک اسی وفد کے بارے میں نازل ہوئیں۔ چلتے وقت انھوں نے آپ سے درخواست کی کہ ایک امانتدار شخص کو ہمارے ساتھ جزیہ وصول کرنے کے لئے بھیج دیجیے۔ آپ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو ان کے ساتھ کر دیا اور فرمایا یہ شخص میری اُمت کا امین ہے، اسی لئے آپ کو 'امین الامۃ' کہا جاتا ہے۔ آپ کے فیض سے اس علاقہ میں اسلام پھیل گیا۔

وفد نخع: یہ آخری وفد تھا جو آپ کی خدمت میں محرم ۱۱ھ میں آیا، ان میں دو سو اشخاص تھے، یہ حضرات معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے تھے، ہم نے تفصیل وفود کا حال لکھا ہے، تاکہ قارئین فیصلہ کرلیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے یا تبلیغ سے؟

۱۱ھ وفات

وفات سے چھ ماہ قبل آپ پر سورۂ "اذا جاء" نازل ہوئی جس پر آپ سمجھ گئے کہ روانگی کا وقت قریب ہے۔ (طبرانی) حجۃ الوداع کے آخری خطبہ میں بھی آپ نے فرمادیا تھا کہ میں عنقریب دنیا چھوڑنے والا ہوں۔ (بخاری) ۲۹/صفر پیر کے دن آپ ایک جنازہ سے شرکت کے بعد آرہے تھے کہ سر میں درد ہو گیا اور بخار آ گیا، بیماری میں گیارہ روز تک مسجد

Scanned by CamScanner

مدنی بک ڈپو

میں خود آ کر نماز پڑھاتے رہے۔ بیماری کے کل ایام ۱۳ یا ۱۴ تھے، آخری ایام میں آپ نے مندرجہ ذیل وصیت کی۔

(۱) ان یہودیوں اور نصرانیوں پر اللہ لعنت کرے، جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا، تم میرے بعد میری قبر کو پرستش کی جگہ نہ بنانا۔ (مؤطا امام مالک)

پھر منبر پر خطبہ میں فرمایا، میں تم کو انصار کے حق میں وصیت کرتا ہوں یہ لوگ میرے جسم کا لباس اور میرا زادِ راہ ہیں۔ انھوں نے اپنے واجبات کو پورا کر دیا ہے، اوراَب ان کے حقوق باقی رہ گئے ہیں۔ ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کی قدر کرنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر کرنا۔ (زرقانی، صفحہ ۲۹۲، جمع الوصاتی، جلد ۲، صفحہ ۲۱۶)

جمعرات کے دن نمازِ عشاء کے وقت آپ نے تین مرتبہ مسجد میں جانے کا ارادہ فرمایا، مگر بیہوشی طاری ہوتی رہی۔ آخر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم ہوا، اس حکم کے تحت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی میں سترہ نمازوں کی امامت فرمائی وفات سے ایک دن پہلے آپ نے اپنے چالیس غلاموں کو آزاد فرما دیا، گھر میں نقد سات دینار موجود تھے، وہ غرباء میں تقسیم کرا دیئے، اس دن رات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چراغ کا تیل پڑوسن سے عاریت کے طور پر منگوایا تھا۔ ہتھیار مسلمانوں میں تقسیم فرما دیئے۔ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع جو میں رہن تھی، وقت نزع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیچھے سے آپ کو سہارا دے کر بٹھایا، پانی کا پیالہ حضور کے سرہانے تھا۔ آپ پیالہ میں ہاتھ ڈال کر اس کو منھ سے مل لیتے، پانی کا کاسہ کبھی سرخ اور کبھی زرد ہوتا۔ زبان سے فرماتے تھے: "لا الٰہ الا اللہ ان للموت سکرات" (ترجمہ) "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بیشک موت کے سکرات ہیں۔" آخری وقت مسواک کی، اور فرمایا: "اللّٰھُمَّ الرفیق الاعلیٰ" اے اللہ، بلند رفیق! یہ کہتے ہی ہاتھ لٹک گئے اور پتلی اوپر کو اُٹھ گئی اور روح رفیق اعلیٰ کے پاس پہنچ گئی۔

Scanned by CamScanner

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝

آپ کو تین سفید کپڑوں میں دفن کیا گیا۔ نمازِ جنازہ کی یہ شکل ہوئی کہ جہاں آپ کا انتقال ہوا، وہیں آپ رہے۔ پہلے رشتہ داروں نے نماز پڑھی، پھر مہاجرین نے، پھر انصار نے۔ پہلے مرد، پھر عورتیں، پھر بچے۔ اس نماز میں کوئی امام نہ تھا، چونکہ حجرہ تنگ تھا، اس لئے دس دس اشخاص نماز پڑھ کر واپس آتے۔ وفات سے تقریباً ۳۲ گھنٹوں بعد بدھ کی شب کو تدفین عمل میں آئی۔ نمازِ جنازہ بغیر امام کے الگ الگ معروف طریقہ سے پڑھی گئی۔ الآیۃ کہ اس میں "اللّٰھم اغفر لنا" والی معروف دُعا کی جگہ حضور کی تعریف توصیف میں کلماتِ عرض کئے گئے۔

اخلاق

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب: آیت ۲۱)

"بلاشبہ اللہ کے رسول کی ذات میں تم سب کے لئے اچھا نمونہ ہے۔"

فاق النبيين فی خلق وفی خلق
ولم يدانوه فی علم ولا فی کرم

"آپ تمام نبیوں میں سے صورت و سیرت میں بلند ہو گئے، اور وہ نبی نہ تو علم میں آپ کے ہمسر ہیں اور نہ کرم میں۔"

آپ کے بارے میں پروفیسر سیڈیو کہتا ہے:

"آپ ہنس مکھ، ملنسار، اکثر خاموش رہنے والے، بکثرت خدا کا ذکر کرنے والے، لغویات و بیہودہ پن سے دور، بہترین رائے اور بہترین عقل والے تھے۔"

(از خلاصہ تاریخ العرب، پروفیسر سیڈو، صفحہ ۴۵)

آپ کے نزدیک انصاف کے معاملہ میں قریب و بعید سب یکساں تھے۔ مساکین

Scanned by CamScanner

سے محبت فرماتے، غرباء میں رہ کر خوش ہوتے، کسی فقیر کو اس کی تنگ دستی کی وجہ سے حقیر نہ جانتے، اور کسی بادشاہ کو بادشاہت کی وجہ سے بڑا نہ جانتے، اپنے پاس بیٹھنے والوں کی دلجوئی فرماتے، جاہلوں کی حرکات پر صبر فرماتے، کسی شخص سے خود علیحدہ نہ ہوتے جب تک کہ وہ خود علیحدہ نہ ہو جائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بہت محبت فرماتے، زمین پر بلا مسند کے بیٹھ جاتے، اپنے نعل پاک خود گانٹھ لیتے، کپڑوں کو پیوند لگا لیتے، دشمنوں اور کافروں سے بھی کشادہ پیشانی سے ملتے۔ (شفاء قاضی عیاض، صفحہ ۳۱۲)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے جانوروں کو خود چارہ ڈال دیتے، اونٹ باندھتے، گھر کی صفائی کرتے، بکری دودھ لیتے، خادم کو اس کے کام میں مدد دیتے، بازار سے سودا سلف خود خرید کر لاتے، خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے، اپنا سامان خود اُٹھا لاتے، ہر ادنیٰ، اعلیٰ، چھوٹے بڑے کے ساتھ سلام میں پہل کرتے، جو کوئی ساتھ ہو لیتا، اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چلتے غلام، آقا، حبشی و تُرکی میں کچھ فرق نہ کرتے۔ رات دن کا ایک ہی لباس رکھتے، کیسا ہی فقیر شخص دعوت کرتا آپ قبول فرما لیتے، جو کھانا بھی سامنے رکھ دیا جاتا، رغبت سے کھا لیتے، رات کے کھانے میں صبح کے لئے اور صبح کے کھانے میں سے شام کے لئے اُٹھا کر نہ رکھتے۔ نیک طبع، کشادہ رو تھے، مگر کھل کھلا کر نہ ہنستے تھے۔ اندوہ گیں تھے مگر ترش نہ تھے، متواضع تھے، مگر دناءت نہ تھی، باہیبت تھے مگر درشتی نہ تھی، سخی تھے مگر اسراف نہ تھا۔ ہر ایک پر رحم فرمایا کرتے تھے، کسی سے کچھ طمع نہ رکھتے، سر مبارک جھکائے رکھتے۔ (کیمیائے سعادت، صفحہ ۲۸۰)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اچانک آ جاتا وہ ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو کوئی پاس آ کر بیٹھ جاتا وہ فدائی بن جاتا۔

(حجۃ اللہ البالغہ، صفحہ ۲۸۵)

کنبہ والوں اور خادموں پر زیادہ مہربان تھے، حضرت انس نے دس سال تک آپ کی

Scanned by CamScanner

خدمت کی، مگر اس عرصہ میں آپ نے اف تک نہ کہا، زبانِ مبارک پر کبھی کوئی بات نہ آئی، کسی پر لعنت نہ کرتے، دوسروں کے تکلیف پہنچانے پر صبر فرماتے، خلق خدا پر نہایت رحم فرماتے، ہاتھ یا زبان سے کبھی کسی کو تکلیف نہ پہنچائی، کنبہ کی اصلاح اور قوم کی درستی پر نہایت توجہ فرماتے۔ ہر شخص اور ہر چیز کی قدر و منزلت سے خوب آگاہ ہوتے، آسمانی بادشاہت کی جانب ہمیشہ نظر لگائے رکھتے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے:

آپ اطاعت گزاروں کو خوش خبری سناتے، نافرمانوں کو ڈر سناتے، بے خبروں کو پناہ دیتے، آپ خدا کے بندے اور رسول تھے، تمام کام اللہ کے سپرد کرنے والے، نہ کڑوی طبیعت والے، نہ سخت گو، چیخ کر نہ بولتے، بدی کا بدلہ بدی سے نہ دیتے۔ معافی مانگنے والے کو معاف فرما دیتے، گنہگار کو بخش دیتے، آپ مذہبوں کی کجی کو درست فرمانے والے تھے۔ اندھوں کو آنکھیں، بہروں کو کان اور غافلوں کے دلوں کے پردے اُٹھا دینے والے، آپ ہر خوبی سے آراستہ، تمام اخلاق فاضلہ سے متصف، سکینہ ان کا لباس، نیکی ان کا شعار، تقویٰ ان کا ضمیر، حکمت ان کا کلام، عدل ان کی سیرت، سرتاپا راستی ان کی شریعت، اسلام ملّت اور ہدایت ان کی رہبر، وہ گمراہی کو ختم کرنے والے، گمناموں کو بلندیاں عطا فرمانے والے، غیر معروف کو نامور کرنے والے، قلّت کو کثرت اور تنگ دستی کو غنا سے بدلنے والے۔

غذا کے متعلق ہدایات: رات کو بھوکا سونے سے منع فرماتے کہ اس سے بڑھاپا جلد آتا ہے اور کھانا کھاتے ہی سو جانے سے منع فرماتے۔ (زادالمعاد، ص ۲۸۷)

کم کھانا کھانے کی ہدایت دیتے، ایک تہائی معدہ کے لئے چھوڑنا چاہیے، پھلوں اور ترکاریوں کا استعمال ان کی مصلح چیزوں کے ساتھ فرماتے۔

مرض اور مریض: متعدی امراض سے بچاؤ رکھتے اور تندرستوں کو ان سے بچنے کا

Scanned by CamScanner

حکم دیتے، ماہر طبیب سے علاج کا مشورہ دیتے اور پرہیز کا حکم کرتے۔

(زادالمعاد، ج ۲، ص ۱۴۳)

عیادت: اگر کوئی صحابی بیمار ہو جاتے تو ان کی عیادت کو تشریف لے جاتے، مریض کے قریب بیٹھ کر ان کو تسلی دیتے، "لا باس طھور یا انشاء اللہ" فرماتے، مریض سے دریافت کرتے کہ کس چیز کو دل چاہتا ہے، اگر وہ چیز مضر نہ ہوتی تو انتظام فرما دیتے۔ ایک یہودی لڑکا آپ کی خدمت کیا کرتا تھا، بیمار ہو گیا تو اس کی عیادت کو بھی تشریف لے گئے۔
(زادالمعاد، ج ۲، ص ۱۴۳)

علاج: بیماری کی حالت میں اپنا علاج کراتے اور لوگوں کو بھی علاج کرانے کا حکم دیتے: "اے خدا کے بندو! دوا کیا کرو، کیونکہ خدا نے ہر مرض کی دوا پیدا فرمائی ہے، سوائے بڑھاپے کے۔"
(زادالمعاد، ج ۲، ۵)

صدقہ وہدیہ: صدقہ کی چیز ہرگز استعمال نہ فرماتے، البتہ ہدیہ اور تحفہ قبول فرماتے۔ مومنین یہودی اور عیسائی کا ہدیہ قبول فرماتے، مشرکوں کا قبول نہ فرماتے۔

ادب وتواضع: مجلس میں کبھی پیر پھیلا کر نہ بیٹھتے۔ سلام میں پہل کرتے، مصافحہ کے لئے پہلے خود ہاتھ بڑھاتے، کسی کی بات درمیان سے نہ کاٹتے۔ اگر نفل نماز میں ہوتے اور کوئی پاس آ کر بیٹھ جاتا تو نماز مختصر کر دیتے، اس کی ضرورت پوری کر دینے کے بعد پھر نماز میں مشغول ہو جاتے، ہونٹوں پر اکثر مسکراہٹ رہتی۔

شفقت: دنیا جانتی ہے کہ آپ جیسا شفقت فرمانے والا روئے زمین پر کوئی نہ ہوا۔ نفل عبادات چھپ کر ادا فرماتے تاکہ صحابہ جوشِ اتباع میں مشقت میں نہ پڑ جائیں۔

دشمنوں پر بھی رحم: اپنوں کے ساتھ رحم کی مثالیں تو دنیا کے عام لوگوں میں بکثرت مل جائیں گی۔ مگر دشمنوں پر رحم کی مثالیں نادر ہی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دشمنوں پر بھی رحم فرمایا۔ فتح مکہ کے بیان میں اس کی کافی مثالیں گزر چکی ہیں۔ ایک مرتبہ

Scanned by CamScanner

مکہ میں سخت قحط پڑا، لوگ مردار اور ہڈیاں تک کھانے لگے (ابوسفیان جو اُس وقت اسلام نہ لائے تھے) حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ تو لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہیں، دیکھئے قوم ہلاک ہو رہی ہے، دُعا کیجیے۔ آپ نے دُعا کی جس سے خوب بارش ہوئی اور قحط ختم ہو گیا۔ ثمامہ ابن آثال نے اسلام لانے کے بعد انتقامی طور پر نجد سے مکہ جانے والا غلہ بند کر دیا، مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا اور غلہ کی رسد دوبارہ جاری کر دی۔

سخاوت: مانگنے والے کو کبھی محروم نہ لوٹاتے اور اگر دینے کو کچھ نہ ہوتا تو معافی مانگ لیتے۔ ایک شخص نے آکر سوال کیا، اُس وقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا، تو آپ نے فرمایا: میرے نام پر قرض لے لو، میں اُتار دوں گا۔ (شفاء، صفحہ ۵۰)

شرم وحیا: حیا اسلام کا ایک حصہ ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیکر حیا تھے۔ حیا کے معنی ہیں برے کاموں سے دل میں گھٹن کا پیدا ہونا، ابوسعید خدری فرماتے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پردہ نشین لڑکی سے زیادہ حیا تھی۔

صبر وحلم: آپ کی تمام زندگی صبر اور بردباری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ ایک یہودی کا کچھ قرض آپ کے ذمہ تھا۔ ایک دن بھرے بازار میں اس نے آپ کے کاندھے سے چادر اُتار لی اور بیہودہ باتیں کہنے لگا۔ کہتا تھا: اے بنو عبدالمطلب! تم بڑے نادہند ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی گستاخی پر تلوار نکال لی، مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روک دیا اور فرمایا اے عمر! تمہیں مجھ سے ادائیگی کے لئے اور اس سے شریفانہ طور پر تقاضہ کرنے کے لئے کہنا چاہیے تھا۔ پھر فرمایا: ابھی مدت کے پورا ہونے میں تین روز باقی ہیں۔ لیکن ابھی اس کا قرض ادا کر دو، اور بیس صاع زائد بھی دو، کیونکہ اے عمر! تم نے اس کو ڈرایا ہے۔ جب اُس شخص نے آپ کے صبر اور آپ کی بردباری کا حال دیکھ لیا تو وہ بولا کہ میں نے تورات میں آپ کی جتنی خصوصیات پڑھی تھیں وہ سب آپ پر آزمالی تھیں۔ صرف صبر وحلم

Scanned by CamScanner

آزمانا تھا، اس لئے تین روز پہلے تقاضہ کر کے آپ کو غصہ دلانا چاہا مگر آپ نے بردباری کا مظاہرہ کیا۔ پھر وہ شخص مسلمان ہو گیا۔

سچائی: آپ کی صداقت و امانت کا یہ عالم تھا کہ اعلانِ نبوت سے پہلے ہی تمام اہل مکہ نے آپ کو صادق و امین کا لقب دے دیا تھا اور اپنے مقدمے آپ سے ہی فیصل کراتے تھے۔ ابو جہل جو آپ کا دشمن تھا، کہتا: اے محمد! میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا لیکن تیری تعلیم پر میرا دل نہیں ٹھہرتا۔ (شفاء، صفحہ ۵۹)

بہادری: رکانہ عرب کا مشہور پہلوان تھا، اس نے کہا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا، آپ نے اُسے تین مرتبہ پچھاڑ دیا۔ (شفاء، ص ۳۴)

تیراندازی: آپ لوگوں کو تیراندازی کا شوق دلاتے، لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ان کا مقابلہ کراتے۔ ایک مرتبہ اسی طرح مقابلہ کرایا اور ایک جماعت کی طرف خود گئے تو دوسری جماعت نے تیراندازی سے ہاتھ روک لیا اور کہا جس طرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں، ہم اس کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تیر چلاؤ، میں سب کے ساتھ ہوں۔ (بخاری، باب التحریض علی الرمی)

گھوڑ دوڑ: آپ کے حکم سے گھوڑ دوڑ کرائی جاتی تھی، لمبی دوڑ ۵ یا ۶ میل کی اور ہلکی دوڑ ایک میل کی ہوتی تھی۔ (بخاری، باب السبق بین الخیل)

مردم شماری: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مسلمانوں کی تعداد لکھی جائے۔ لکھنے پر معلوم ہوا کہ ڈیڑھ ہزار مسلمان ہیں۔ مسلمان یہ تعداد سن کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے، اب ہمیں کیا ڈر ہے، ایک وہ زمانہ تھا جب اکیلا ایک ہی مسلمان نماز پڑھتا تھا۔ (بخاری باب السبق بین الخیل) بخاری کی دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری مرتبہ شمار کرایا گیا تھا، پہلی مرتبہ ۵۰۰، دوسری مرتبہ ۷۰۰ تھے۔

اللہ کے نزدیک پسندیدہ کلام: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو

Scanned by CamScanner

اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہیں، زبان پر آسان اور میزان پر بھاری ہیں، وہ یہ ہیں: سبحان[1] اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین امام الانبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰلہ الغر المحجلین واصحابہ

❀ ❀ ❀

اولادِ امجاد

نام زوجہ	نام اولاد	کیفیت
خدیجۃ الکبریٰ	قاسم	بچپن میں انتقال کر گئے
//	زینب	بعثت سے قبل پیدا ہوئیں، ۸ھ میں انتقال ہوا
//	رقیہ زوجہ حضرت عثمان	بعثت سے قبل پیدا ہوئیں، ۲ھ میں انتقال ہوا
//	عبداللہ	بچپن میں انتقال کر گئے
//	اُم کلثوم زوجہ عثمان	۹ھ میں انتقال کر گئیں
//	فاطمہ زوجہ علی رضی اللہ عنہ	۱۱ھ میں حضور کے انتقال کے ۶ ماہ بعد انتقال کر گئیں
ماریہ قبطیہ	ابراہیم	بچپن میں انتقال کیا

---

[1] بخاری باب کتابۃ الامام الناس، بخاری، یہ بخاری شریف کی آخری حدیث ہے۔ میں تبرکاً اس کتاب کو ان کلمات پر ختم کرتا ہوں، اُمید کرتا ہوں کہ قارئین ان دو کلمات کو یاد کر لیں گے اور بکثرت ان کو پڑھا کریں گے۔

Scanned by CamScanner

ازواجِ مطہرات

نمبر شمار	نام زوجہ محترمہ	عمر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	عمر زوجہ	سنہ وفات	کل عمر	حضور کی معیت	مقبرہ	کیفیت
۱	خدیجۃ الکبریٰ	۲۵ سال	۴۰ سال	رمضان ۱۰ نبوت	۶۵ سال	تقریباً ۲۵ سال	مکہ معظمہ	ان کی دو شادیاں پہلے ہو چکی تھیں
۲	سودہ رضی اللہ عنہا	۵۰ سال	۵۰ سال	۱۹ھ	۷۲ سال	۱۴ سال	مدینہ منورہ	بیوہ تھیں
۳	عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۵۴ سال	۹ سال	۲۷ ررمضان ۵۷ھ	۶۳ سال	۹ سال	//	حضور کو سب سے محبوب تھیں
۴	حفصہ رضی اللہ عنہا	۵۵ سال	۳۲ سال	جمادی الاولیٰ ۴۱ھ	۵۹ سال	۸ سال	//	بیوہ تھیں
۵	زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	۵۵ سال	۳۰ سال	۳ھ	۳۰ سال	۳ ماہ	//	
۶	اُم سلمہ رضی اللہ عنہا	۵۶ سال	۲۶ سال	۳۰ھ	۸۰ سال	۷ سال	//	بیوہ تھیں
۷	زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	۵۷ سال	۳۶ سال	۲۰ھ	۵۱ سال	۶ سال	//	مطلقہ تھیں
۸	جویریہ رضی اللہ عنہا	۵۷ سال	۲۰ سال	ربیع الاوّل ۵۶ھ	۷۱ سال	۶ سال	//	
۹	اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا	۵۷ سال	۳۶ سال	۴۴ھ	۷۲ سال	۶ سال	//	یہ ابوسفیان کی بیٹی تھیں
۱۰	صفیہ رضی اللہ عنہا	۵۶ سال	۱۷ سال	۵۰ھ	۵۰ سال	پونے چار سال	//	
۱۱	میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	۵۹ سال	۳۶ سال	۵۱ھ	۸۰ سال	سوا تین سال	//	

Scanned by CamScanner